

مؤسس

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نبیرۂ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ جانشین مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ جگر گوشہ مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری** رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

زیرِ سرپرستی: تاج الشریعہ ... ، مدیرِ اعلیٰ مدظلہ العالی

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

فائل 2003ء

نومبر

www.muftiakhtarrazakhan.com

پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

Taj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan

0092 303 2886671 /makhtarraza1011



وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشہ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری** رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan. WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

مرکز سواد اعظم اہلسنّت و جماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا
علمی دینی اور اصلاحی ترجمان

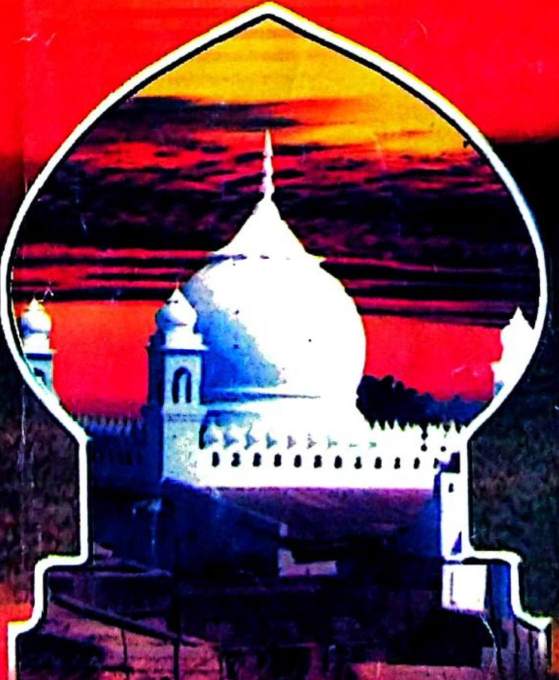


ماہنامہ سنّی دنیا

مالک ونگراں: جانشین مفتی اعظم ہند فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

نائب نگراں: محمد عسجد رضا خاں قادری

مدیر: محمد شہاب الدین رضوی



مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

مرکزسواداعظم اہلسنّت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

کا

علمی دینی اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ سنی دنیا

شمارہ:۳
جلد:۱۹
نومبر ۲۰۰۳

مالک ونگراں: جانشین مفتی اعظم ہند فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری
نائب نگراں: محمد عسجد رضا خاں قادری
مدیر: محمد شہاب الدین رضوی

☆فی شمارہ:۱۰روپے☆زرسالانہ:۱۰۰روپے☆بیرون ممالک:۳۰۰روپے☆لائف ممبری:۲۰۰۰روپے

رابطہ کا پتہ:
دفتر سنی دنیا ۸۲، سوداگران بریلی شریف (یوپی)
فون 2552278,2472166 فیکس: 0581-2472166
W.Site:markazeahlesunnat.com
www.hazrat.org

اشاریات

☆☆☆

اسلام ترا دین ہے تو مصطفوی ہے

یٰسین اختر مصباحی

ایشیا وافریقہ کی کئی مسلم تنظیمیں سالہا سال سے نفاذِ قوانین اسلام اور غلبۂ اسلام واقامت دین کے میدان میں کافی جوش وخروش کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ تقریر کے ساتھ تحریر کے دوش پر ان کا قافلۂ عزم وہمت محوِ سفر ہے۔ بہت سے نوجوانوں کے دل ودماغ ان کے لٹریچر سے خاصے متاثر ہیں۔ اسکول وکالج کے اساتذہ وطلباء ہی نہیں بلکہ تاجر طبقہ اور سرکاری ملازمین نیز عوامی زندگی اور قیادت وصحافت سے وابستہ بعض نمایاں افراد اور اعلیٰ صلاحیتیں رکھنے والوں تک ان کے اثرات پھیلے ہوئے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان مجموعی طور پر دین سے محبت کا جذبہ اب بھی بڑی حد تک باقی ہی نہیں بلکہ اس کی دعوت وتبلیغ کا رجحان نمو پذیر اور ہمہ گیر ہے جسے صرف صحیح رخ دے دیا جائے اور اس کے مناسب ومفید استعمال کا دائرہ متعین کر دیا جائے تو اس کے ذریعہ واقعۃً غلبۂ اسلام کی راہیں کشادہ ہو سکتی ہیں۔ اسلام کی ابدی حقیقتوں کا عملی اظہار ہو سکتا ہے اور مسلمانوں کی سرخروئی وسرفرازی کے ایک نئے دور کا آغاز ہو سکتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلم ممالک کو اور پورے عالم اسلام کو جہاں ایمانی وروحانی اور اخلاقی جذب وکشش کی لازوال اور انمول نعمتوں کا وارث وامین بنایا ہے وہیں اس خیر امت کی سرزمین اور اس کے بلاد وامصار کے سینوں کو معدنیات کی بیش بہا دولت بھی عطاء کی ہے۔ سطح زمین کی زرخیزی اور زیر زمین پائے جانے والے ذخائر ودفائن اس کی مادی برکت وخوش حالی کی بہترین ضمانت ہیں۔ تجارتی وصنعتی ترقی واستحکام کے تمام تر وسائل بھی اس کے اندر موجود ہیں جن کا مناسب اور بروقت استعمال کیا جائے تو سائنس وٹکنالوجی کے اس دور میں مسلم قوم دیگر اقوام عالم کے مقابلے میں کسی سے نہ مرعوب وخائف اور نہ کسی کی دست نگر بن سکتی ہے۔ وہ کسی کی پس رو نہیں بلکہ پیش رو بن کر بامراد وباوقار زندگی گذار سکے گی۔ اس کا کوئی حریف ومد مقابل دور دور تک نظر نہیں آئے گا اور انجام کار پوری دنیا کی زمامِ قیادت اس کے ہاتھ میں آجائے گی۔

اس موضوع پر مزید گفتگو کرنے سے پیشتر میں چاہوں گا کہ دو اہم امور کی جانب آپ کی توجہ مبذول کراؤں جن کے بارے میں عام طور پر جدید تعلیم یافتہ طبقہ اور دانشوروں کا ایک گروپ گاہے بگاہے اظہار خیال اور تبادلۂ خیال کرتا رہتا ہے۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ علماء کرام عصری علوم وفنون سے ناواقف ہوتے ہیں اور یہ بات اتنی تکرار واصرار کے ساتھ کہی جاتی ہے کہ علماء کی حیثیتِ عرفی پر اس کی براہِ راست زد پڑتی ہے۔ لیکن اس طرح کی تنقید واعتراض کرنے والے دانشور حضرات اپنا گریبان جھانک کر دیکھنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور اس حقیقت کو فراموش کر جاتے ہیں کہ ضروریاتِ دین جن کا علم رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے اس سے معدودے چند کے علاوہ سبھی کا دامن خالی ہوتا ہے اور وہ اپنی دنیا اور اس کے تقاضوں میں اتنے مست وبے خود ہوتے ہیں کہ فرائض وواجبات اسلام کی طرف توجہ دینے کی انہیں فرصت ہی نہیں ملتی۔ یعنی جس نقص وعیب کا وہ دوسروں کو طعنہ دیتے ہیں اس کے وہ خود گرفتار ہیں۔ دینی وعصری علوم وفنون سے بحیثیت قوم وجماعت ہماری واقفیت ہی نہیں بلکہ ان کے اندر مہارت حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ لیکن ان کے بے شمار شعبوں میں بیک وقت مہارت ودستگاہ دور حاضر میں عملاً ناممکن ہے۔ ہاں اصول ومبادی کی حد تک ضروری معلومات سے بہرہ ور ہوا جاسکتا ہے۔ یہ تقاضہ واصرار کہ ایک ہی آدمی مفسر ومحدث وفقیہ وادیب وشاعر وڈاکٹر ووکیل وانجینئر وسائنس داں وسیاست داں وغیرہ بیک وقت سب کچھ ہو اسے جہل وغباوت کے کس خانہ میں رکھا جائے اس کا فیصلہ آپ خود کر سکتے ہیں۔ البتہ ضروریاتِ دین کا علم ہر عالم ودانشور پر لازم ہے اور اس سے کسی کو کسی حال میں مستثنیٰ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

دوسرا الزام ایک دوسرے انداز سے علماء دین کے سر اس طرح تھوپا جاتا ہے کہ وہ اپنے خول میں بند رہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی قیادت وسیادت جو ان کا فرض منصبی ہے اس سے عہدہ برآ ہونے کی سنجیدہ کوشش نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ الزام بے بنیاد اور خلافِ واقعہ ہے۔ علماء دین ہی مسلمانوں کی دینی قیادت کا فریضہ دنیا بھر میں انجام دے

رہے ہیں اور عام مسلمانان عالم انہیں ہی اپنا دینی ومذہبی رہنما وپیشوا سمجھتے ہیں اور شرعی احکام ومسائل جاننے کیلئے مسلمین انہیں ہی اپنا مرجع سمجھتے ہیں۔ اپنے میدان اور شعبۂ عمل میں شب وروز اس طرح وہ گذارتے ہیں کہ ان کے سارے اوقات دینی وملی خدمات کی جدوجہد میں بسر ہوتے ہیں۔ مدارس ومساجد اور دینی مراکز انہیں کے دم قدم سے آباد ہیں۔ وہ خود ہی عوامی تعاون سے جملہ مصارف واخراجات کا بھی انتظام کرتے ہیں اور اپنے اداروں کا نظم ونسق وہ خود ہی چلاتے ہیں۔ اس کے لیے انہیں کیا کیا کرنا پڑتا ہے اور کیسی کیسی باتیں اور آفتیں جھیلنی پڑتی ہیں انہیں ان کا دل ہی جانتا ہے۔ مسلم معاشرہ میں ایمانی حرارت کی جو رمق ہے وہ انہیں علماء کی کاوشوں کا نتیجہ وثمرہ ہے۔ اور دوسری جانب یہ حال ہے کہ اسکول وکالج اور یونیورسٹیوں کے اندر لمبے چوڑے مشاہرہ اور سرکاری سہولتوں کے سائے میں کام کرنے والے حضرات کو ان ساری مشکلات اور پریشانیوں سے دور رہ کر صرف اپنی ڈیوٹی انجام دینی ہوتی ہے اور ان کی سبھی سرگرمیوں کو سرکاری سرپرستی حاصل ہوتی ہے۔ اس کے باوجود مسلمان دنیاوی ترقی کی دوڑ میں پیچھے کیوں ہے؟ یہ سوال انہیں سے کیا جانا چاہئے۔ اور اس کا جواب ان کے سر پر قرض ہے جس سے انہیں جلد از جلد سبک دوش ہونے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔

باشعور حضرات کو اس پہلو کی طرف بھی خاص طور سے غور کرنا چاہئے کہ پچیس تیس سال سے سرزمین عرب نے جس طرح اپنے دفائن ومعدنیات کے خزانے اگلنا شروع کیا ہے اور خوشحالی وفارغ البالی کے بعد عرب ممالک نے اپنے کالج ویونیورسٹی کی تعمیر وترقی اور سائنس وٹکنالوجی کے میدان میں پیش قدمی کے لیے اربوں ڈالر مختص کئے ہیں اس کے باوجود آج بھی عالم اسلام امریکہ ویورپ کے ساتھ مادی وسائنسی ترقی کی دوڑ میں پسماندہ اور ناقابلِ التفات کیوں ہے؟ کیا اس کی ذمہ داری بھی علماء ہی کے سر ڈال کر یہ دانشور اور ترقی پسند حضرات اپنے گوشۂ عافیت کی راہ اختیار کرلیں گے؟

ان حقائق کے ساتھ یہ زندہ حقیقت بھی نگاہوں سے اوجھل نہیں رہنی چاہئے کہ مدارس دینیہ اور کالج ویونیورسٹی کے طلبہ کا عددی تناسب ایک اور ننانوے کا بھی نہیں ہے۔ بلکہ ایک اور ہزار کا بھی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں علماء ہی کو موردِ الزام کیوں ٹھہرایا جاتا ہے کہ وہی مسلمانوں کی پسماندگی کے ذمہ دار ہیں؟ یہ بدگمانی ہے یا غلط فہمی ہے یا مخالفین اسلام کی پھیلائی ہوئی سازش ہے اس کی تہ تک پہنچ کر ہی کوئی آخری اور حتمی رائے قائم کرنی چاہئے۔ محض افواہ اور سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے انہیں تحریر وتقریر کے ذریعہ پھیلاتے رہنے کی روش نہایت غلط اور عاقبت نااندیشی پر مبنی ہے اور اس کے شکار حضرات کو جلد از جلد اپنی اصلاح کر لینی چاہئے۔

افغانستان سے امریکہ اور فلسطین سے چیچنیا تک مسلمان آج کل ایک عجیب وغریب کیفیت اور کشمکش کا شکار ہیں۔ ان کی کچھ غلطیاں اور کمزوریاں ضرور ہیں اور بعض جذباتی اقدامات نے ان کے مصائب وآلام کی سنگینی میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے۔ مگر بات صرف اتنی نہیں اور پردہ کے اوپر جو کچھ نظر آرہا ہے وہ اصل حقیقت نہیں۔ باریک بینی کے ساتھ حالات کا جائزہ لیا جائے اور دنیا کے بدلتے ہوئے تیور کو نگاہِ غور سے دیکھا جائے تو یہ عقدہ بآسانی کھل جائے گا کہ اسلام وایمان اہل باطل کا اصل نشانہ ہے اور مسلمان چونکہ اس کے حامل وداعی ہیں اس لیے وہ ان کی زد میں ہیں۔ اور دوسرے لفظوں میں اسے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ مسلمان اسلام وایمان کے علمبردار صرف گفتار کی حد تک ہیں اور ان کا کردار تقاضائے اسلام وایمان کے برعکس ہے اس لیے ہر برق کا نشانہ آج کل انہیں کا آشیانہ ہورہا ہے۔

اہل اسلام کی تاریخ ایسے مدوجزر سے کسی دور میں خالی نہیں رہی ہے۔ لیکن مسلمان ہمیشہ ایسے حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان کے آفتاب اقبال کا طلوع وغروب ہر عہد میں ہوتا رہا ہے لیکن وہ کبھی خائف وسپر انداز نہیں ہوئے۔ بلکہ

جہاں میں اہل ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر ڈوبے ادھر نکلے

مشکلات ومصائب سے ہراساں ہونا مردمومن کی شانِ غیرت وحمیت کے خلاف ہے۔ اور اس کی بصارت وبصیرتِ ایمانی کا امتحان ایسے ہی پرآشوب دور میں ہوتا ہے۔ نہ جانے کتنے فرعون ونمرود اور چنگیز وہلاکو پردۂ عالم پہ ابھرے اور پھر ڈوبے تو آج دنیا میں ان کا کوئی نام لیوا بھی نہیں ہے۔ ان شاء اللہ موجودہ صبر آزما حالات بھی بدلیں گے اور یورپ وامریکہ میں بھی ان کے خورشید اقبال کی شعاعیں بکھریں گی۔ بس ہاتفِ غیبی کی اس نداء پر ہماری توجہ کے ہر لمحہ کا ارتکاز رہنا چاہئے اور اسی کے مطابق آج کے حالات کا رخ بھی بصیرت وحکمت اور استقامت کے ساتھ موڑنا چاہئے کہ۔

اسلام ترا دین ہے تو مصطفوی ہے۔

☆☆☆

تجلیات نعت

اعلیٰ حضرت استاذ زمن

شفاعت مصطفیٰ

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کیلئے دریا بہاتے جائیں گے
وسعتیں دیں ہیں خدانے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے
لووہ آئے مسکرا تے ہم اسیروں کی طرف
خرمن عصیاں پہ اب بجلی گراتے جائیں گے
حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کرمگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکران کاسناتے جائیں گے

واہ واہ

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ پر ہیز گاری واہ واہ
خامۂ قدرت کا حسن دستکاری واہ واہ
کیاہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ
انگلیاں ہے فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہے جاری واہ واہ
نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہرو ماہ
اٹھتی ہے کس شان سے گرد سواری واہ واہ
اس طرف روضے کا نور اس سمت ممبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیا ری واہ واہ
صدقہ اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہورہی ہے دو نوں عالم میں تمہاری واہ واہ
پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفہ میں رضا
ان سگانے کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ

سنی دعوت اسلامی

سنی دعوت اسلامی کی دعوت ہر سو عام کریں
سنت کو گھر گھر پھیلا ئیں تبلیغ اسلام کریں
توحید وسنت کا اجالا سارے جہاں میں پھیلا ئیں
نور حدیث و قرآں سے تاریک دلوں کو چمکا ئیں
دین کے سانچے میں ڈھل جائیں پورے سب احکام کریں
سنت کو گھر گھر پھیلا ئیں تبلیغ اسلام کریں
کریں طہارت روح دل کی درس حدیث وقرآں سے
جذبہ حق پیدا ہو دلوں میں دل ہو منور ایماں سے
روح خیال قلب و نظر کو پابند اسلام کریں
سنت کو گھر گھر پھیلا ئیں تبلیغ اسلام کریں

نماز کا مقصد سمجھا کر کردے نمازی ہم سب کو
رب کے آگے سر کو جھکا کر کرنا ہے راضی سب کو
بندہ ورب میں ربط بڑھائیں آؤ ایسا کام کریں
سنت کو گھر گھر پھیلا ئیں تبلیغ اسلام کریں
دعا ہے ہو جیتے جی ہم کو زیارت دربار نبی
آنکھوں میں اپنے سینوں میں بھر جائے انوار نبی
دھڑکن اپنی اپنی سانسیں کو پیارے نبی کے نام کریں
سنت کو گھر گھر پھیلا ئیں تبلیغ اسلام کریں
سفید عمامہ ہے ہمارا نشان امن عالم کا
غلامئ محبوب خدا کا گردن میں ہے ہرا پٹا
شاکر وصابر رہتے ہوئے ہم اپنا دینی کام کریں
سنت کو گھر گھر پھیلا ئیں تبلیغ اسلام کریں

ضیائے قرآن

ترجمہ (کنز الایمان)
امام احمد رضا فاضل بریلوی

تفسیر (خزائن العرفان)
صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی

سورہ آل عمران مدنی ہے اس میں دو سو آیتیں اور بیس رکوع ہیں
(۹۸ سے ۱۰۳ تک)

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

تم فرماؤ اے کتابیو اللہ کی آیتیں کیوں نہیں مانتے ف۱ اور تمہارے کام اللہ کے سامنے ہیں تم فرماؤ اے کتابیو کیوں اللہ کی راہ سے روکتے ہو ف۲ اسے جو ایمان لائے اسے ٹیڑھا کیا چاہتے ہو اور تم خود اس پر گواہ ہو ف۳ اور اللہ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں اے ایمان والو اگر تم کچھ کتابیوں کے کہے پر چلے تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کافر کر چھوڑیں گے ف۴ اور تم کیوں کر کفر کرو گے تم پر تو اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول تشریف فرما ہے اور جس نے اللہ کا سہارا لیا تو ضرور وہ سیدھی راہ دکھایا گیا اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو ف۵ سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا ف۶ اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم میں بیر تھا اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے ف۷ اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے ف۸ تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا ف۹ اللہ تم سے یونہی اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم ہدایت پاؤ۔

ف۱ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق نبوت پر دلالت کرتی ہیں ف۲ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر کے اور آپ کی نعت وصفت چھپا کر جو توریت میں مذکور ہے ف۳ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت توریت میں مکتوب ہے اور اللہ کو جو دین مقبول ہے وہ صرف دین اسلام ہی ہے ف۴ **شان نزول** اوس وخزرج کے قبیلوں میں پہلے بڑی عداوت تھی اور مدتوں ان کے درمیان جنگ جاری رہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ان قبیلوں کے لوگ اسلام لا کر باہم شیر وشکر ہوئے ایک روز وہ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے انس ومحبت کی باتیں کر رہے تھے شاس بن قیس یہودی جو بڑا دشمن اسلام تھا اس طرف سے گذرا اور ان کے باہمی روابط دیکھ کر جل گیا اور کہنے لگا کہ جب یہ لوگ آپس میں مل گئے تو ہمارا کیا ٹھکانا ہے ایک جوان کو مقرر کیا کہ ان کی مجلس میں بیٹھ کر ان کی پچھلی لڑائیوں کا ذکر چھیڑے اور اس زمانہ میں ہر ایک قبیلہ جو اپنی مدح اور دوسروں کی حقارت کے اشعار لکھتا تھا پڑھے چنانچہ اس یہودی نے ایسا ہی کیا اور اس کی شر انگیزی سے دونوں قبیلوں کے لوگ طیش میں آ گئے اور ہتھیار اٹھا لئے قریب تھا کہ خونریزی ہو جائے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر پا کر مہاجرین کے ساتھ تشریف لائے اور فرمایا کہ اے جماعت اہل اسلام یہ کیا جاہلیت کے حرکات ہیں میں تمہارے درمیان ہوں اللہ تعالیٰ نے تم کو اسلام کی عزت دی جاہلیت کی بلا سے نجات دی تمہارے درمیان الفت ومحبت ڈالی تم پھر زمانہ کفر کی حالت کی طرف لوٹتے ہو حضور کے ارشاد نے ان کے دلوں پر اثر کیا اور انہوں نے سمجھا کہ یہ شیطان کا فریب اور دشمن کا مکر تھا انہوں نے ہاتھوں سے ہتھیار پھینک دیئے اور روتے ہوئے ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فرمانبردارانہ چلے آئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ف۵ حَبْلِ اللہ کی تفسیر میں مفسرین کے چند قول ہیں بعض کہتے ہیں اس سے قرآن مراد ہے مسلم کی حدیث شریف میں وارد ہوا کہ قرآن پاک حبل اللہ ہے جس نے اس کا اتباع کیا وہ ہدایت پر ہے جس نے اس کو چھوڑا وہ گمراہی پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حبل اللہ سے جماعت مراد ہے اور فرمایا کہ تم جماعت کو لازم کر لو کہ وہ حبل اللہ ہے جس کو مضبوط تھامنے کا حکم دیا گیا ہے ف۶ جیسے کہ یہود ونصاریٰ متفرق ہو گئے اس آیت میں ان افعال وحرکات کی ممانعت کی گئی جو مسلمانوں کے درمیان تفرق کا سبب ہوں طریقہ مسلمین مذہب اہل سنت ہے اس کے سوا کوئی راہ اختیار کرنا دین میں تفریق اور ممنوع ہے ف۷ اور اسلام کی بدولت عداوت دور ہو کر آپس میں دینی محبت پیدا ہوئی حتی کہ اوس اور خزرج کی وہ مشہور لڑائی جو ایک سو بیس سال سے جاری تھی اور اس کے سبب رات دن قتل وغارت کی گرم بازاری رہتی تھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مٹا دی اور جنگ کی آگ ٹھنڈی کر دی اور جنگجو قبیلوں میں الفت ومحبت کے جذبات پیدا کر دیئے ف۸ یعنی حالت کفر میں کہ اگر اسی حال پر مر جاتے تو دوزخ میں پہنچتے ف۹ دولت ایمان عطا کر کے۔

بہارِ حدیث

اخروی امتیاز واختصاص رسول

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جب لوگ (قبروں سے) نکلیں گے تو میں ان میں سب سے پہلا نکلنے والا ہوں۔ جب جائیں گے (بارگاہ رب میں) تو ان کا خطیب ہوں۔ اور جب وہ مایوس ہوں تو انہیں بشارت دینے والا ہوں۔ اس روز لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور میں اپنے رب کے پاس اولاد آدم کا سب سے کریم ومعزز شخص ہوں گا اور کوئی فخر نہیں۔ (ترمذی وابن ماجہ)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

میں قیامت کے روز انسانوں کا سردار ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ قیامت کے روز سب کے سب میرے پرچم کے نیچے راحت وآسانی کا انتظار کرتے ہوں گے اور میرے ساتھ لواء الحمد ہوگا۔ میں چلوں گا اور میرے ساتھ سارے لوگ ہوں گے۔ جنت کے دروازہ تک پہنچ کر میں اسے کھولنے کے لیے کہوں گا تو کہا جائے گا یہ کون ہے؟ میں کہوں گا محمد! تو کہا جائے گا مرحبا یا محمد! اور جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کا دیدار کرتے ہی سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ (المستدرک للحاکم)

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ہر نبی کی ایک دعا تھی جسے اس نے اس دنیا ہی میں کرلیا اور میں نے اپنی دعاء کو اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا رکھا ہے۔ میں قیامت کے روز اولاد آدم کا سردار ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور کوئی فخر نہیں۔ آدم اور ان کے سوا بھی سبھی میرے پرچم کے نیچے ہوں گے اور کوئی فخر نہیں۔ (مسند امام احمد)

انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

قیامت کے روز میرے متبعین کی تعداد دیگر انبیاء کے متبعین سے زیادہ ہوگی۔ اور جنت کے دروازہ پر میں سب سے پہلے دستک دوں گا۔ (صحیح مسلم)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

میں قیامت کے روز جنت کے دروازہ پر آکر اسے کھولنے کے لیے کہوں گا تو خازن جنت پوچھے گا تم کون ہو؟ میں کہوں گا محمد! وہ کہے گا آپ ہی کے لیے مجھے حکم دیا گیا ہے۔ آپ سے پہلے میں کسی کے لیے نہیں کھولوں گا (صحیح مسلم)

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جب مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو وہ جس طرح کہتا ہے ویسے ہی تم بھی کہو۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اسے اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ دس رحمتوں سے نوازے گا۔ پھر اللہ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کرو۔ یہ جنت میں ایک مقام ہے جسے اللہ کا ایک ہی بندہ پائے گا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ جو مسلمان میرے لیے وسیلہ کی دعا کرے گا اس کے لیے میں شفیع بنوں گا۔ (صحیح مسلم)

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

قیامت کے روز جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو میں اور میری امت ٹیلے پر ہوں گے۔ جہاں میرا رب تعالیٰ مجھے ایک سبز جوڑا پہنائے گا۔ پھر مجھے اجازت دی جائے گی تو جو اللہ چاہے گا وہ میں کہوں گا۔ یہی مقام محمود ہے۔ (مسند امام احمد والمستدرک للحاکم)

انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

میں جنت میں چل رہا تھا کہ اچانک ایک نہر پر پہنچا جس کے دونوں کنارے کشادہ موتی کے گنبدوں کے ہیں۔ میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ وہی کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا کیا ہے۔ اس کی خوشبو مشک اذفر ہے۔ (صحیح بخاری)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

میں حوض پر تم سے آگے پہنچا ہوا ہوں گا۔ جس نے اس سے پی لیا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا (صحیح مسلم)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مجھے جنت کا ایک جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر میں عرش کے دائیں جانب بیٹھوں گا۔ جہاں ساری مخلوق میں میرے سوا کوئی نہیں بیٹھے گا۔ (ترمذی)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں۔ میں نے ایک نبی کو دیکھا کہ اس کے ساتھ چند آدمی ہیں۔ اور ایک نبی کو دیکھا کہ اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہیں۔ اور ایک نبی کو دیکھا کہ اس کے ساتھ کوئی نہیں۔ میرے سامنے اچانک ایک بڑی جماعت آئی۔ میں نے سمجھا کہ یہ میری امت ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ (آپ پر اللہ کی رحمت ہو) اور آپ کی امت ہے۔ آپ افق پر دیکھئے میں نے جب دیکھا تو ایک عظیم جماعت تھی۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ دوسرے افق پر نظر دوڑایئے۔ میں نے دیکھا تو وہاں ایک بہت بڑی جماعت تھی۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہی آپ کی امت ہے۔ اور ان کے ساتھ ستر ہزار ایسے آدمی ہیں جو بغیر کسی حساب وکتاب کے جنت میں جائیں گے (بخاری ومسلم)

☆☆☆

باب الاستفتاء

جانشین مفتی اعظم ہند

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل میں کہ

امریکہ میں بینک سے قرض لیا جاتا ہے۔ چونکہ امریکہ دار الحرب ہے ویسے بھی آج کل دنیا میں کوئی اسلامی حکومت تو ہے نہیں اور ہر کافر کافر حربی ہے تو امریکہ یورپ میں بینک بھی انہیں کافروں کے ہیں اور سب بینکوں کا کاروبار انٹرسٹ (سود) پر ہے تو ان بینکوں سے سودی قرض لے کر یہاں کے مسلمان کو اپنی مختلف ضرورتیں مثلاً گھر کا خریدنا، گھر کے استعمال کے لیے گاڑی لینا یا پھر اپنا کاروبار بڑھانا یا کاروبار کرنے کے لیے ایسا کرنا پڑتا ہے اور اس سودی قرض کی ادائیگی ایک لمبی مدت تک جاری رہتی ہے کوئی ۵، ۱۰، ۲۰، یا ۳۰ سال تک وغیرہ اور بینک اس قرض پر ۶، ۷، ۸ فیصد بلکہ کبھی اس سے زیادہ فیصد اضافہ لیتا ہے اس طرح حاصل شدہ رقم اپنی ادائیگی کی آخری قسط تک بالکل دوگنا ہو چکی ہوتی ہے۔ مثلاً اگر ایک لاکھ تھی تو ٹھیک دو لاکھ ہو چکی ہوتی ہے نیز اس کے علاوہ کوئی ایسی صورت نہیں ہے کہ مسلمان اپنی دینی شرعی ودنیاوی ضرورتیں پوری کر سکیں اور نقد رقم اتنی ہوتی ہی نہیں جس سے دینی ودنیاوی حاجتیں پوری کی جاسکیں اور اگر ایسا نہ کریں تو معاشیات اور اقتصادیات میں بہت پیچھے ہو جائیں اور اس طرح سودی قرض سے مکان وغیرہ (سوال میں یہاں بیاض ہے) رہتا ہے تو دس سال میں مسلمان 1,20,00 ڈالر ادا کرے گا اور آج مکان اس کو خالی کرنا پڑے گا کیونکہ وہ اس کا مالک نہیں ہے کرایہ دار ہے مگر اگر یہی مکان وہ بینک سے سودی قرض لے کر لیتا ہے۔ تو دس سال کے اختتام پر مکان کا مالک بن جائے گا اور اگر اس نے دس سال میں سود کے ساتھ 2,40,00 ادا کئے تھے تو اب مکان کی Value بھی وقت کے ساتھ اگر 2,40,00 نہیں تو کم از کم 2,00,000 دو لاکھ ڈالر ہو جاتی ہے یعنی بڑھ جاتی ہے اور آخر دس سال اختتام پر اگر بیچنا چاہے تو کم از کم اس کے پاس دو لاکھ ڈالر تو ہاتھ میں آتے ہیں یا مالک مکان بن جاتا ہے اور یہ دار الحرب میں حربی کافر سے مسلمان کو ایک بہت بڑا فائدہ ہے تو کیا اس صورت میں شرع مطہرہ میں کوئی جواز کی شکل ہے؟ کیا قرضہ لینے کے بعد شرح اضافہ سود ہوگا یا نہیں؟ اور اگر زیادتی، اضافہ جو مسلمان کافر حربی کو دے گا حرام ہے کہ حلال ہے اگر حرام ہے تو حرام کیوں ہے؟ اور اگر ایسا کرنا جائز ہے تو کیوں؟ صورت مسئولہ کا اور مندرجہ ذیل سوالات کا شافی جواب عنایت فرمائیں۔

(۱) کیا دار الحرب میں دنیا میں کسی بھی حربی کافر سے سودی قرض لینا جائز ہے یا نہیں؟ مسلمان کا مال تو دار الحرب میں رہنے کی وجہ سے معصوم نہیں ہو جاتا اور اگر ایسے مسلمان کا مال، مال معصوم نہیں ہے بلکہ مال مباح ہے۔ تو کیوں ایسا ہے اس سے تو واضح ہوتا ہے دار الحرب کی وجہ سے مسلمان کا مال مال معصوم نہیں ہے اور اگر مسلمان کا مال مباح ہے تو کیا حربی کافر اور مسلمان کے درمیان دونوں طرف عصمت مال نہیں تو کیا دونوں طرف یعنی حربی کافر اور مسلمان کی طرف سے مال مباح مال غیر معصوم ہے تو اس سے سود نہیں ہوگا؟ ایک طرف مال مسلمان کا مال معصوم ہے اور دوسری طرف کافر حربی کا مال مال مباح ہے مگر زیادتی جو مسلمان قرض پر دے تو مسلمان کا مال تو مال معصوم ہے تو پھر وہ تو سود ہونا چاہئے شریعت مطہرہ میں اس کے بارے میں کیا حکم ہے اور ہم اہل سنت کا کیا موقف ہے؟

(۵) اور اگر سودی قرض لینا بھی حفظ نفس تحصیل قوت اور تحفظ عن الذلة والطعن ضرورت شرعیہ کے تحت صرف حربی کافر سے لینا جائز ہے یا کسی سے بھی اور آج کے دور میں اور بالخصوص دار الحرب امریکہ اور یورپ میں دینی ودنیاوی حاجتیں ضرورتیں جو مسلمان کو درپیش ہیں کیا واقعی شرعی محتاجی اور ضرورتیں ہیں؟

جواب تحریر فرما کر شرعی ودنیاوی حاجتوں اور ضرورتوں کا تعین کیا جاسکے۔

(۶) اور کیا اس طرح مسلمان کافر حربی سے سود قرض لے کر یا عقد فاسد کر کے۔ زیادتی یا سود دے کر تھوڑا دے کر اور زیادہ فائدہ اگر مسلمان کو ہو رہا ہے تو کیا اس قسم کا معاملہ مسلم وکافر حربی سے جائز ہے یعنی عقد فاسد عقود فاسدہ کے ذریعہ اگر مسلمان کو مال حربی کافر سے ملے تو مال حربی کافر مسلمان کے لیے لینا جائز ہے۔ لینے کا معاملہ تو سمجھ میں آتا ہے مگر سودی قرض میں مسلمان اپنا مال مال معصوم کافر حربی کو دے رہا ہے یہ سمجھ میں نہیں آتا یہاں تو معاملہ دینے کا ہے لینے کا نہیں فقہ کے اس اصول کی بھی وضاحت فرمادیں۔

بینوا توجروا

ضروری نوٹ:— یہاں امریکہ میں مکان کار گاڑی اور کاروبار وغیرہ جو کہ شخصی ضروریات نہیں ہیں بغیر سودی قرض لیے مسلمان یہاں پر رہ تو سکتا ہے لیکن مشکل ہے ناممکن نہیں ہے البتہ دینی واجتماعی ضرورت جیسا کہ مسجد مدرسہ اور بچوں کے لیے اسلامی اسکول کے قیام کے لیے چندہ اکٹھا کرنا اور پھر نقد Cash پر لینا بہت ہی مشکل قریب ناممکن ہے یہاں اکثر کافروں کے اسکول ہیں یا پھر بد مذہب نجدی مودودی وغیرہ کے اسکول جو کہ گورنمنٹ کی طرف سے ہے سنیوں کے لیے بڑا ہی مشکل ہے بینوا توجروا۔

المستفتی:- ڈاکٹر محمد خالد رضا رضوی شکاگو امریکہ

الجواب: سود حرام قطعی ہے مسلم خواہ کافر کسی سے سود کا معاملہ جائز نہیں مگر سود کے تحقق کے لیے شرائط ہیں جب وہ پائے جائیں گے سود متحقق ہوگا ورنہ نہیں از آں جملہ عصمت بدلین ہے لہٰذا اگر ایک طرف مال معصوم ہو اور دوسری طرف مال غیر معصوم تو سود نہ ہوگا ”رد المحتار“ میں ہے: قال فی الشرنبلالية ومن شرائط الربا عصمة البدلين وكونهما

مضمونين بالاتلاف فعصمة احدهما وعدم تقومه لا يمنع فشراء الا سير أو التاجر مال الحربي والمسلم الذى لم يهاجر بجنسه متفاضلاً جائز اور یہ شرط فقہا کے نزدیک متفق علیہ اسی لیے علامہ شامی نے اسے بے ذکر خلاف ذکر کیا اور فتح القدیر سے اس کا خلاف مفہوم نہیں ہوتا پھر یہ شرط نص لاربابين المسلم والحربي میں جس طرح کی علت کا فائدہ دیتی ہے اسی طرح اس کے صریح مفہوم کے مطابق ہے کہ لا نفی جنس کے لیے ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مسلم وحربی کے درمیان زیادتی کالین دین سود نہیں۔ ہاں مسلم کو زیادتی ملے تو یہ جائز ہے اور مسلم کو زیادتی دینا اور حربی وہ زیادتی مسلم سے لے تو یہ بھی اگرچہ سود نہیں لیکن مسلمان کو جائز نہیں کہ بلاضرورت اور سچی مجبوری وحاجت صحیحہ شرعیہ کے بغیر حربی کو زیادہ دے کر نفع پہنچائے قال تعالیٰ: انما ينهٰكم الله عن الذين قاتلوكم فى الدين الآية یہی مفاد فتح القدیر اور سیر کبیر کی عبارات اور مثال مذکور در عبارت شامی کا ہے ان عبارتوں میں یہ نہیں کہ حربی کو زیادتی دینا ربا ہے۔ البتہ اس صورت میں جب کہ زیادتی مسلم سے حربی کو ملے ان عبارتوں میں حلت ربا وقمار کی تصریح کی ہے اس صورت میں ان سے ربا وقمار حلال ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اس صورت میں اصلاً ربا وقمار نہیں بلکہ مال طیب وحلال ہے اور عقد جائز وصحیح ہے تو قطعاً یہاں ربا وقمار محض نام کو بولا ہے اور حقیقت ربا کی نفی فرمائی ہے اور زیادتی جب حربی کو مسلمان سے ملے اس صورت میں ربا کا لفظ ان عبارتوں میں نہیں ہاں اسے ناجائز فرمایا ہے اور ناجائز ہونا صورت ربا میں کچھ منحصر نہیں حربی کو نفع پہنچانا حرام ہے اگرچہ سود متحقق نہ ہو۔ بالفرض یہاں بصورت دیگر لفظ ربا بولا جاتا ضرور صورت ربا اور نام ربا پر محمول ہوتا اس لیے کہ شرط ربا سب کے نزدیک مفقود اور لا نفی جنس کا صریح مفاد جانبین میں عدم تحقق ربا ہے جیسا کہ گزرا اور یہ مطلب ٹھہرانا کہ کافر کو زیادتی دی جائے تو سود ہے مفہوم صریح نص کے خلاف اور اس میں وہ قید لگانا ہے جس کا لفظ محتمل نہیں لہٰذا یہ قید جب تک روایت میں ثابت نہ ہو ہمیں مجال نہیں کہ ثابت کریں ہاں بنام ربا عقد کی حلت ضرور اس صورت کے ساتھ خاص ہے جب کہ زیادتی مسلم کو ملے ورنہ حلال نہیں فتح القدیر میں اسی ایہام کو دفع فرمایا اور اسی جانب متنبہ فرمایا۔ اس مختصر تقریر کے بعد جواب صورت مسئولہ ظاہر اور وہ یہ کہ شرعی ضرورت یا حاجت خواہ دینی ہو یا شخصی (دنیوی) اگر متحقق ہو تو بینک وغیرہ یا انفرادی طور پر کسی کافر سے ایسا قرض لینا جائز ہے اشباہ وغیرہ میں ہے الضرورات تبيح المحظورات نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے ما جعل عليكم فى الدين فى حرج الآية اور جو زیادتی انہیں دینی پڑے وہ سود نہیں اور ضرورت شرعیہ اور حاجت صحیحہ جس میں حرج شدید لاحق ہو یا اس کے بغیر چارہ نہ ہو معلوم ومحسوس ہے محض کاروبار بڑھانا کوئی شرعی ضرورت ہے نہ حاجت ہے یونہی بہت سی غیر شرعی ضرورتیں اور غیر شرعی امور نہ قابل اعتبار ہیں اور دفع ذلت وطعن اور سرخروئی چاہنا کوئی شرعی حاجت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے فضوح الدنيا اهون من فضوح الآخرة دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے ہلکی ہے ایسی نام کی ضرورتوں میں جن کے بغیر چارہ ہو ان سے قرض لینا اور انہیں زیادہ دینا حرام ہے کہ حربی کافر کو فائدہ پہنچانا ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔ سوال نمبر ۱، ۲ کا جواب مندرجہ بالا تقریر سے ظاہر واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) اس سوال کا جواب بھی مندرجہ بالا میں گزرا اور وہ یہ کہ زیادتی بوجہ عدم تحقق شرط ربا سود نہیں لیکن بے حاجت صحیحہ زیادہ دینا حرام اور عند الحاجة اجازت واللہ تعالیٰ اعلم اور حرام ہونے کی وجہ پہلے بیان ہوئی اور سود نہ ہونے کی وجہ دار الحرب نہیں کہ احکام شرعی ''دار دون دار'' کسی خاص جگہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ حکم حدیث لاربابين المسلم والحربي کے سبب ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور مسلمان کا مال مال معصوم ہونا اپنے اطلاق پر نہیں۔ مسلم حربی (جو دار الحرب میں مقیم ہو اور دار الاسلام کی طرف ہجرت کر کے نہ آئے) کا مال مسلم کے لیے مباح ہے لہٰذا ایک مسلم کو حربی مسلم سے جو زیادتی ملے حلال ہے۔ جس کی تصریح اوپر گزری واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اس سوال میں مذکور بیشتر باتوں کا جواب ابھی گزرا۔ ہر مسلمان کا مال محض اسلام لانے سے معصوم نہیں ہو جاتا دار الحرب میں اگر کوئی اسلام لائے تو اس کا مال معصوم نہ ہوگا۔ اس مضمون کا فائدہ دینے والی عبارت اوپر گزر چکی ہاں جو دار الاسلام میں اسلام لایا اور وہیں رہا اس کا مال ضرور معصوم ہے اور مسلم حربی کے مال کا غیر معصوم ہونا محض اس صورت سے خاص نہیں کہ وہ دار الحرب میں ہے بلکہ بالفرض اگر وہ دار الاسلام میں اپنے کسی کام کی وجہ سے ہو اور دار الحرب سے ہجرت کر کے مستقل وہاں نہ رہتا ہو بلکہ دار الحرب میں جانے کا قصد رکھتا ہو اس صورت میں بھی اس کا مال مال معصوم نہیں اس میں قرینہ واضحہ عبارت گزشتہ میں یہ ہے کہ فرمایا۔ المسلم الحربي الذى لم يهاجر معلوم ہوا کہ حربی من حیث الحربی کے مال کا حکم کہ عدم عصمت ہے ''دار دون دار'' کے ساتھ خاص نہیں اور مسلم حربی اگر کافر سے زیادتی کالین دین کرے تو دونوں جانب عصمت نہیں لہٰذا شرط ربا متحقق نہیں تو ربا نہیں البتہ زیادتی لینا مباح اور دینا حرام کما مر واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) حربی کافر سے یہ معاملہ کرے مسلم سے نہ کرے اگرچہ دار الحرب میں وہ مسلم ہو شبہ اور تہمت سے پرہیز لازم ہے اور تحفظ عن الذلة ضرورت شرعیہ نہیں کما مر حفظ نفس تحصیل معاش اور وہ صورتیں جن میں مضرت وحرج شدید ہو ضرورت وحاجت میں داخل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) حربی سے بنام ربا و بنام عقد فاسد جو کچھ بلا عذر وبد عہدی ملے مسلم کو مباح ہے لأن مالهم مباح فباى طريق اخذه المسلم اخذ مالا مباحا اذا لم يكن فيه غدر كذا فى الهداية ''درمختار'' میں ہے: ولو بعقد فساد او قمار ثمه اور زیادہ دینا حرام مگر اس پر سود کا اطلاق نہیں لانعدام شرطہ کما مر غیر مرة اور مسلم کا مال معصوم ہونا ہر جگہ مطرد نہیں کہ مسلم حربی کا مال معصوم نہیں کما مر غیر مرة تو اس صورت میں دونوں طرف عصمت مفقود تو ربا غیر موجود اور جہاں اس کا مال معصوم ہو اس صورت میں بھی کافر حربی سے یہ معاملہ سود نہ ہوگا کہ عصمت بدلین تحقق ربا کی شرط ہے نہ کہ عصمت احد البدلین اور معاملہ کا جواز وعدم جواز اس تفصیل پر ہے جو گزری واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

نزیل بمبئی ۱۸ھ ربیع الآخر ۱۴۲۲ھ ۱۰؍جولائی ۲۰۰۱ء ☆☆

علماء ومفتیان عظام کی حسام الحرمین پر مہر تصدیق

فتویٰ: ۔مفتی نورالحسین فاروقی نقشبندی رام پوری

فرماتے ہیں حضرات علماءِ کرام اہلِ سنت ومفتیانِ دین وملت
ہم اللہ تعالیٰ ونصرہم ان مسائل میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی
، حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں سخت
تاخیاں کیں اور دعوئے نبوت کیا ایک مولوی (مولوی قاسم
توی) نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳ پر لکھا" عوام کے خیال
ں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم
ونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق
زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں
ر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر
انی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام
ح میں ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین اس
ورت میں کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر
ں وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہئے اور
ں مقام کو مقامِ مدح نہ قرار دیجئے تو البتہ
اتمیت باعتبار تأخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے
کر میں جانتا ہوں کہ اہلِ اسلام میں سے کسی
و یہ بات گوارا نہ ہوگی۔" اسی صفحہ پر آگے چل کر لکھا
ہے" بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تأخر
مانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا
ے اور فضیلتِ نبوی دو بالا ہوجاتی ہے تفصیل
س اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ
وصوف بالذات پر ختم ہوجاتا ہے۔ جیسے
وصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے
کتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف کسی
یر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا" صفحہ ۴ پر لکھا
ہے" سو اسی طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ
موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ
کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض
اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت
کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت
مختتم ہوجاتا ہے۔" صفحہ ۱۴ پر لکھا "اختتام اگر بایں
معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو
آپ کا خاتم ہونا انبیائے گزشتہ ہی کی نسبت
خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی
میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا
خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ صفحہ ۲۸ پر
لکھا بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی
نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدیہ میں کچھ
فرق نہ آئے گا۔" ایک دوسرے مولوی سے استفتاء کیا گیا کہ دو
شخص کذبِ باری میں گفتگو کرتے تھے ایک کی طرفداری کے
واسطے تیسرے شخص نے کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع
کذب باری کا قائل نہیں ہوں یہ قائل مسلمان ہے یا کافر بدعتی
ضال ہے یا اہلِ سنت باوجود قبول کرنے کے وقوع کذب باری کو
اس دوسرے مولوی (مولوی رشید احمد گنگوہی) نے فتویٰ دیا اگرچہ
شخص ثالث نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافر کہنا یا
بدعتی ضال کہنا نہیں چاہئے کیوں کہ وقوع خلف وعید کو جماعت
کثیرہ علمائے سلف کی قبول کرتی ہیں خلف وعید خاص ہے اور
کذب عام ہے کیوں کہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو سو وہ
گاہ وعید ہوتا ہے گاہ وعد گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہیں اور
وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے لہٰذا وقوع کذب کے معنی درست
ہوگئے اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو پس بناء علیہ اس ثالث کو کوئی کلمہ

نہ کہنا چاہئے کہ اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے۔
شافعی پر اور بعکس وجہ قوت دلیل اپنی کے طعن وتضلیل نہیں
لکتا اس ثالث کو تضلیل وتفسیق سے مامون کرنا چاہئے۔ اسی
رے مولوی (مولوی رشید احمد گنگوہی) نے ایک تیسرے مولوی
لوی خلیل احمد انبیٹھوی مصنف براہین قاطعہ) اپنے شاگرد کے
سے ایک کتاب لکھی اور خود اپنے دستخط سے اس کے حرف
ف کی تصدیق آخر کتاب میں چھاپی اس کے صفحہ ۵۱ پر لکھا
حاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم
زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس
سدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے
یطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی
عت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے
ب شرک ثابت کرتا ہے"۔ ایک چوتھے مولوی (مولوی اشرف علی
انوی مصنف حفظ الایمان) نے اپنے ایک رسالہ کے صفحہ ۸ پر
لھا "آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید
حیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب
ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا
خصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع
یوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیوں کہ ہر شخص کو کسی ایسی
ت کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو
الم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا کرے کہ میں سب کو عالم
لغیب کہوں گا تو پھر علمِ غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا
ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ
نبوت سے کیا ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی
میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس
طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی
وعقلی سے ثابت ہے ان پانچوں اشخاص کے ان اقوال کے متعلق
علمائے کرام مکہ معظمہ ومفتیان مدینہ طیبہ سے استفتاء کیا گیا ان
حضرات کرام نے ان پانچوں آدمیوں پر نام بنام بالاتفاق فتویٰ دیا
کہ یہ لوگ اپنے ان اقوال کی وجہ سے کافر ہیں اور جو شخص ان

اقوال پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں
شک کرے وہ بھی کافر ہے اور ان لوگوں پر مرتدین کے تمام
احکام ہیں۔ ان فتاویٰ کا مجموعہ مدت ہوئی حسام الحرمین شریف
کے نام سے چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ یہ فتاویٰ حق ہیں یا نہیں
اور کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا لازم ہے یا نہیں۔ امید ہے
کہ حق ظاہر فرمائیں گے اور اللہ عزوجل سے اجر پائیں گے۔
بینوا توجروا۔

راقم: سلیمان رجب قادری برکاتی نوری غفرلہ، محلہ بوہرواڑ، (گجرات)

(۲۱۶) الجواب واللّٰہ سبحٰنہ وتعلیٰ هو الموفق للصواب

حسام الحرمین میں جن علمائے حرمین شریفین اہل السنۃ والجماعہ کے فتویٰ ہیں وہ حق اور صواب ہیں۔ فانها مشيدة بدلائل جليلة جليلة، من الأيات الظاهرة القطعية۔ والاحاديث الصحيحة الصريحة الباهرة البهية۔ لہٰذا اہل اسلام پر عموماً علمائے حقانیین اور بالخصوص علمائے حرمین شریفین اہل سنت وجماعت کا اتباع ان کے اوامر ونواہی کو ماننا ان کے فتوؤں پر عمل کرنا ضروری فانهم اهدالحق والامر والدين وقد قال اللّٰه سبحٰنه وتعالیٰ فى الكتاب المبين اطيعوا اللّٰه و اطيعوالرسول واولى الامر منكم الأية والمراد باولى الامر فى الأية العلماء فى اصح الاقوال اه رد المحتار عن شرح الكنز للعلامة البدر العينى وهم السواد الاعظم وحزب اللّٰه المكرم وهم اهل السنة والجماعة وهم ورثة الانبياء فمن اقتفىٰ اثرهم واتبع امر فقد نجاواهتدى ومن حاد عنهم فقد تاه وغوى واللّٰه سبحنه وتعالیٰ من كل اعلم علمه احكم الراجى رحمة رب النشأتين۔

کتبہ العبد: محمد نور الحسین رام پوری کان اللہ لہ

☆☆☆

”استخواں پیش سگاں“ تحقیق کی دہلیز پر

صدر الوریٰ قادری

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسول الکریم

اس مسئلہ کی تحقیق سے پہلے کتاب ”رحمۃ اللہ“ از مفسر اعظم علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں کا اقتباس ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے اسے ملاحظہ فرمالیں۔

”تو اولو الألباب (عقلمند صاحب مغز ولب، اصحاب عقل) نے آیات محکمات کو لے لیا ہے اور آیات متشابہات، ”استخواں پیش سگاں“ ہیں صفحہ ۲۲“

(۱) آیات متشابہات استخواں پیش سگاں ہیں۔ یہ تشبیہ مفرد بالمفرد ہے یا تشبیہ مرکب بالمرکب؟ بر تقدیر اول مفرد مطلق کی تشبیہ مفرد مطلق سے یا مفرد مقید کی تشبیہ مفرد مقید سے؟

(۲) اس تشبیہ میں مشبہ صورتاً اور معنیً ایک ہی ہے یا صورتاً کچھ اور ہے معنی کچھ اور؟

(۳) یہ تشبیہ مجمل ہے یا مفصل؟

(۴) اس تشبیہ سے تشبیہ دینے والے کی غرض کیا ہے؟

(۱) تشبیہ مرکب بالمرکب میں چونکہ مشبہ ایک ایسی ہیئت ہوتا ہے جس کا انتزاع متعدد امور سے ہوتا ہے۔ پھر اس ہیئت حاصلہ کو ایک دوسری ایسی ہیئت سے تشبیہ دی جاتی ہے جس کا انتزاع بھی متعدد امور سے ہوتا ہے۔ مطول میں ہے۔

یجب فی تشبیه المرکب بالمرکب ان یکون من المشبه والمشبه به هیأة حاصلة من عدة امور کما صرح به صاحب المفتاح وأشار الیه صاحب الکشاف حیث قال ان العرق تاخذا شیاء فراری معروف بعضها عن بعض فتشبهها بنظائرها وتشبه کیفیة حاصله من مجموع اشیاء قد تضامت وتلاصقت حتی عادت شیئاً واحدا باخری مثلها (ص ۵۶۲)

ترجمہ: مرکب کو مرکب سے تشبیہ دینے میں یہ واجب ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ ایسی ہیئت ہوں جو متعدد امور سے حاصل ہوئی ہو جیسا کہ اس کی صراحت صاحب مفتاح نے کی ہے اور اس کی طرف صاحب کشاف نے اپنے اس قول سے اشارہ کیا کہ عرب چند ایسی چیزیں لیتے ہیں کہ ان میں بعض کی معرفت بعض سے ہوئی ہے پھر ان کے نظائر سے انہیں تشبیہ دیتے ہیں اور باہم ملی جلی چیزوں کے مجموعہ سے حاصل ہونے والی کیفیت کو اسی کے مثل دوسری کیفیت سے تشبیہ دیتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہاں کسی ہیئت منتزعہ کی تشبیہ دوسری ہیئت منتزعہ سے نہیں ہے۔ بلکہ بظاہر آیات متشابہات کی تشبیہ ”استخواں پیش سگاں سے ہے“ اس میں مشبہ مفرد مقید ہے۔ کیونکہ ان آیات کو مشبہ بظاہر بنایا گیا ہے جو وصف متشابہات سے مقید ہیں اور مشبہ بہ بھی مفرد مقید ہے کیونکہ مشبہ بہ وہ استخواں ہے جو پیش سگاں کی قید سے مقید ہے۔

لہٰذا بظاہر یہ مفرد مقید کی تشبیہ مفرد مقید سے دی گئی ہے۔ واضح رہے کہ مفرد مقید کی یہ تشریح مختصر المعانی کے حاشیہ ذیل سے مستفاد ہوئی ہے۔

قوله وهما ای والحال انهما غیر مقیدین بمجرور او اضافه او مفعول او وصف او حال له وغیر ذلك مما یکون له تعلق بوجه الشبه۔ دسوقی ص ۳۴۷ مختصر المعانی)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ مفرد مقید کی تشبیہ مفرد مقید سے ہے۔

(۲) اگرچہ اس تشبیہ سے بظاہر یہ مترشح ہوتا ہے کہ مشبہ آیات متشابہات ہے۔ لیکن حقیقت میں مشبہ آیات متشابہات کا وہ ظاہر لفظ ہے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ عالی میں نقص کا وہم ہوتا ہے اور اس مقام میں قائل کی یہی مراد بھی ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ آیات متشابہات سے بظاہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

مرتبہ عالی میں نقص کا وہم ہوتا ہے۔اس کی تائید مدارج النبوۃ کی عبارت ذیل سے ہوتی ہے۔حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وصل در ازاله شبهات از بعض ایات مبهمات ومهمات قرآنی که بادی النظر زیغ ونادانی مشعر بنقص وخطا درجه آں حبیب ربانی اند صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ودر حقیقت از قبیل متشابهات اند علماء آں را معانی لائقه تاویلات رائقه کرده راجع وآئل بحق ساخته اند۔ (مدارج النبوۃ ص،۱۰۶)

وصل شبہات کے دور کرنے میں ان آیات قرآنی سے جو مبہم ہیں۔ان سے وہم ہوتا ہے بظاہر درجہ حبیب ربانی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمی کا یہ آیات حقیقت میں متشابہات کے قبیل سے ہیں۔

علماء نے ان کی مناسب تاویلیں کی ہیں۔واضح رہے کہ ساری آیات متشابہات صرف اسی معنی میں منحصر نہیں ہیں بلکہ کچھ آیات متشابہات ایسی بھی ہیں جو نقص مذکور پر بظاہر دلالت نہیں کرتیں۔ یہاں محور بحث وہی آیات متشابہات ہیں جن سے بظاہر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ عالی میں نقص کا وہم ہوتا ہے۔کتاب ''رحمۃ اللہ۔ کے مباحث سے اسی قسم کی آیات متشابہات متعین ہیں۔اب رہا یہ مسئلہ کہ اس تشبیہ میں قائل نے آیات متشابہات سے وہی ظاہر لفظ مراد بھی لیا ہے اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ حضرت مولائے روم کے اس شعر۔

من ز قرآں مغز را برداشتم ÷ استخواں پیش سگاں انداختم

کی تشریح کرتے ہوئے قوسین میں رقمطراز ہیں۔ہم نے قرآن کا مغز (لب) لے لیا ہے اور ہڈیاں (الفاظ ظاہر لفظ) اہل ظواہر کتوں کے آگے ڈال دی ہیں۔

اس تشریح سے مفسر اعظم نے یہ متعین کر دیا کہ اس تشبیہ میں آیات متشابہات سے وہ ظاہر ہی مراد ہے جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب عالی میں نقص کا وہم پیدا ہوتا ہے کیونکہ یہاں حادثہ بھی ایک ہے اور حکم بھی ایک ہے اور حادثہ اور حکم ایک ہونے کی صورت میں عام حکم یہ ہے کہ مطلق مقید پر محمول ہوتا ہے۔ نور الانوار میں ہے۔

فالحاصل ان فی اتحاد الحکم والحادثة یجب الحمل بالاتفاق۔ ص،۱۶۴

حاصل یہ ہے کہ حکم اور حادثہ ایک ہونے کی صورت میں مطلق کو مقید پر محمول کرنا بالاتفاق واجب ہے۔

اگر چہ مقام تشبیہ میں آیات متشابہات کو مطلق ذکر کیا گیا ہے مگر مقام تفسیر میں یہ واضح کر دیا کہ یہاں آیات متشابہات سے صرف وہ ظاہر ہی مراد ہے جس سے نقص کا وہم ہوتا ہے تو مقام تشبیہ میں بھی آیات متشابہات کے نقطہ سے وہی ظاہر ہی مراد ہوگا چنانچہ ابوالنجم نے کہا۔

میز عنه قنزعاً عن قنزع
جذب اللیالی ابطئی او اسرعی

اس قول میں ''میز'' کی اسناد ''جذب اللیالی'' کی طرف کی گئی ہے۔یہ اسناد حقیقت پر محمول ہے یا مجاز پر؟ اس سلسلے میں اس شعر سے متعلق بلاغت کی تمام کتابوں میں ہے کہ یہ اسناد مجاز پر محمول ہے کیونکہ اس کے بعد ہی شاعر نے کہا ع

افناه قیل الله للشمس اطلعی

اس قول کی دلالت اس پر ہے کہ شاعر موحد ہے اللہ تعالیٰ کے بارے میں خالق ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے اس بنا پر ''میز'' کی اسناد ''جذب اللیالی'' کی طرف مجازا ہے۔ازالة المعضل عن اشعار المطول میں ہے۔

وشاهد در ایں جا اسناد تمیز تنزع است بسوی جذب اللیالی بطریق مجاز زیرا که قول شاعر افناه قیل الله دال است برآنکه اسناد مذکور از قبیل حقیقت نیست۔ ص،۲۳

اس مقام میں جذب اللیالی کی طرف تمیز تنزع کی اسناد بطور مجاز ہے اس لیے کہ شاعر کا قول افناه قیل اللہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مذکورہ اسناد حقیقت کے قبیل سے نہیں ہے۔

عامۃ الناس کے کلام میں جب ایک کلام کو دوسرے کلام کے

لیے مفسر مان کر مجاز پر محمول کیا جاتا ہے۔ معنی حقیقی اس سے مراد نہیں ہوتا کیونکہ اگر جذب اللیالی، کی طرف میز، کی اسناد حقیقت پر محمول کی جائے تو یہ یقیناً کفر ہوگا مگر چونکہ دوسرے کلام سے یہ معلوم ہوگیا کہ شاعر موحد ہے اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے اس بنیاد پر اس اسناد کو معنی حقیقی پر محمول نہیں کیا گیا جو فی نفسہ کفر ہے۔

یہاں زیر بحث مسئلہ میں قائل صرف مومن ہی نہیں بلکہ ایک ایسے علامہ زمن بھی ہیں جن کو دنیا مفسر اعظم کے خطاب سے جانتی و پہچانتی ہے جن کو قطب الارشاد مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ نے عہد طفلی ہی میں یعنی صرف چار سال، چار ماہ، چار دن کی عمر ہی میں بسم اللہ خوانی ہی کے وقت اپنے حلقہ ارادت میں شامل فرمانے کے بعد خلافت عطا فرمادی اور شجرہ ہی پر تحریر فرمادیا۔

"خلیفہ انشاء اللہ بشرط علم وعمل"

اور جن کو حجۃ الاسلام مظہر اعلیٰ حضرت علامہ شاہ حامد رضا خاں علیہ الرحمہ نے بھی دستار فضیلت کے ساتھ اجازت وخلافت سے نوازا۔

اور جن سے حرمین شریفین کے درجنوں علماء ومشائخ نے احادیث نبویہ اور اوراد ووظائف بالخصوص دلائل الخیرات شریف اور حزب البحر شریف کی اجازتیں لیں۔ اور علمائے مدینہ طیبہ نے جن کا شاندار استقبال کیا۔ اور جن کے سر پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے اپنا دست اقدس رکھ کر ارشاد فرمایا۔

"یہ ثانی احمد رضا ہے"

(ماخوذ مقدمہ رحمۃ اللہ۔ از مولانا شہاب الدین اختری)

توجو مومن ہونے کے ساتھ اتنی ساری خوبیوں کا جامع ہو اس کے کلام میں ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ کے لیے مفسر کیوں نہیں مانا جاسکتا ضرور مانا جائے گا۔

خاص طور سے جہاں اسلام وکفر کا مسئلہ ہو جس میں احتیاط کا حکم اس قدر ہے کہ اگر کسی کلام میں ننانوے صورت کفر کی ہو اور صرف ایک صورت اسلام کی ہو تو مفتی اور قاضی پر لازم ہے کہ اسی ایک صورت کو اختیار کریں اور حکم تکفیر سے اجتناب کریں۔

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری ارشاد فرماتے ہیں۔

قد قال علمائنا اذا وجد تسعة وتسعون وج تشير الى الكفر ووجه واحد الى ابقاءه على إسلا فينبغي للمفتي والقاضي ان يعملا بذالك الو وهو مستفاد من قوله عليه الصلوة والسلام ادر الحدود عن السلمين ما استطعتم فان وجد للمسلم مخرجا فخلوا سبيله فإن الامام لأن يخط في العفو خير له من لأن يخطئى فى العقوبة.(ش شفاج ۲،ص ۵۰۲)

ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ جب ننانوے وجہیں کفر کی طر اشارہ کریں اور ایک وجہ اسے اسلام پر باقی رکھنے کو بتائے تو مف اور قاضی پر لازم ہے کہ اسی ایک وجہ پر عمل کریں اور یہ نبی اکرم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے مستفاد ہے۔ مسلمانوں جہاں تک ہوسکے حدود کو دفع کرو پس اگر مسلمان کے لیے نجات کوئی سبیل پاجاؤ تو اس کا راستہ خالی کردو کیونکہ امام کا معاف کر میں غلطی کرنا سزا میں غلطی کرنے سے بہتر ہے۔

اس بنیاد پر حکم تکفیر میں مفتی اور قاضی کے لیے انتہائی احتی درکار ہے۔ لہٰذا اس تشبیہ میں اگرچہ صورتاً مشبہ آیات متشابہات قرار دیا گیا مگر حقیقت میں مشبہ وہ ظاہر ہے جس سے نبی اکرم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منصب عالی میں نقص کا وہم ہوتا ہے جو ا ظاہر کتوں کا نصب العین ہے۔

۳۔ تشبیہ مجمل اور مفصل کی تعریف میں غور کرنے سے معل ہوتا ہے کہ زیر بحث مسئلہ میں تشبیہ مجمل ہے اس کی وضاحت لیے پہلے مجمل اور مفصل کی تعریف ذکر کی جاتی ہے۔

تشبیہ مجمل:۔ وہ تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ مذکور نہ ہو۔ اس دو قسم ہے۔

۱۔ جس میں وجہ شبہ ہر عام وخاص سمجھ سکے جیسے زید الأسد

۲۔ جس میں وجہ شبہ کا ادراک صرف خواص ہی کرسکیں جیسے

كالحلقة المفرغة لا يدري اين طرفاها اس تشبیہ کا معنی

ہے کہ وہ لوگ مجد وشرف میں ایک برابر ہیں جیسے ڈھلے ہوئے حلقہ میں وسط وطرف کا پتہ نہیں چلتا اسی طرح ان میں بھی یہ نہیں اندازہ لگتا کون فاضل ہے کون افضل ہے۔ یہاں وجہ شبہ تناسب ہے اسے ہر آدمی نہیں سمجھ سکتا بلکہ صرف خواص ہی سمجھ سکتے ہیں۔

تشبیہ مفصل:- وہ تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ مذکور ہو جیسے ثغرہ فی صفاء وادمعی کاللالی. یعنی صفائی میں اس کا دانت اور میرے آنسو موتی کے مثل ہیں۔ اس میں وجہ شبہ (صفائی) مذکور ہے۔ اس تعریف کے بعد مفسر اعظم کی عبارت ملاحظ کریں۔

''تو اولوا الالباب (عقلمند، صاحب مغز ولب، اصحاب معنی) نے آیات محکمات کو لے لیا ہے اور آیات متشابہات استخواں پیش سگاں ہیں۔

اس تشبیہ میں بھی وجہ شبہ مذکور نہیں اور یہ ایسی تشبیہ بھی نہیں کہ ہر عام وخاص آدمی اس میں وجہ شبہ سمجھ سکے۔ لہٰذا یہ متعین ہے کہ یہ تشبیہ مجمل کی قسم ثانی سے ہے جس میں وجہ شبہ کا ادارک صرف خواص ہی کر سکتے ہیں یا پھر متکلم خود بہ وجہ شبہ کو بیان کر دے جیسا کہ مجمل کا حکم ہے۔

۴- ان تفصیلات کے بعد اب غور کرنا ہے کہ اس سے تشبیہ دینے والے کی کیا غرض ہے؟ نیز غرض تشبیہ مشبہ کی طرف راجع ہے یا مشبہ بہ کی طرف۔

یہاں یہ متعین ہے کہ غرض تشبیہ، مشبہ ہی کی طرف راجع ہے مشبہ بہ کی طرف راجع نہیں ہے۔ کیونکہ جو غرض تشبیہ مشبہ بہ کی طرف راجع ہوتی ہے اس کی دو قسم ہے۔

پہلی قسم:- یہ ہے کہ اس بات کا ابہام مقصود ہو کہ وجہِ شبہ میں مشبہ بہ، مشبہ سے زیادہ تام ہے ایسا تشبیہ مقلوب میں ہوتا ہے جیسے۔

بدا الصباح كأن غرته
وجه الخليفة حين يمتدح

صبح نمودار ہوئی گویا اس کی روشنی خلیفہ کا چہرہ ہے جب کہ خلیفہ کی تعریف کی جائے۔

دوسری قسم:- یہ ہے کہ مشبہ بہ کا اہتمام مقصود ہو مثلاً بھوکا آدمی، تابانی اور گولائی میں مہ کامل جیسے چہرہ کو روٹی سے تشبیہ دے۔ ایسی تشبیہ کو اظہار مطلوب بھی کہتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہاں زیر بحث مسئلہ میں نہ تو تشبیہ مقلوب ہے نہ ہی اس سے مشبہ بہ کا اہتمام ہی مقصود ہے۔ اس لیے غرض تش[illegible] مشبہ بہ کی طرف راجع نہیں ہو سکتی۔

لہٰذا متعین ہے کہ غرض تشبیہ، مشبہ کی طرف ہی راجع ہے۔ مشبہ کی طرف راجع ہونے والی غرض کی بھی متعدد قسم ہے۔

پہلی قسم:- مشبہ کے ممکن ہونے کا بیان مقصود ہو جیسے

فان تفق الانام وانت منهم
فإنّ المسك بعض دم الغزال

اگر تم لوگوں پر فوقیت لے جاؤ حالانکہ تم انہیں میں سے کوئی عجب نہیں کیونکہ مشک ہرن کے خون کا ایک حصہ ہے۔

دوسری قسم:- مشبہ کے حال کی مقدار کا بیان مقصود ہو جیسے کپڑے کی تشبیہ کوے سے دی جائے یہاں کپڑے کے سوا مقدار بتانا مقصود ہے۔

تیسری قسم:- سامع کے ذہن میں مشبہ کا حال ثابت مقصود ہو مثلاً جس کی کوشش سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوتا ہوا ایسے شخص سے تشبیہ دینا جو پانی پر نقش ونگار بنائے۔ کیونکہ بے ف[illegible] کوشش کرنے والے کو جب پانی پر نقش ونگار بنانے والے تشبیہ دی جائے تو سامع اول وہلہ میں ہی سمجھ جائے گا کہ ا[illegible] کوشش لغو و بیکار ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

چوتھی قسم:- مشبہ کے بارے میں یہ بتانا مقصود ہو کہ و[illegible] وصف سے متصف ہے مثلاً ایک کپڑا کو دوسرے کپڑے تشبیہ دینا جب کہ سامع کو اس کپڑے کا رنگ معلوم ہو جس تشبیہ دی گئی ہے۔

ان چار اغراض تشبیہ کے لیے لازم ہے کہ مشبہ بہ میں وج[illegible] بدرجہ اتم موجود ہو اور مشبہ بہ وجہ شبہ کے ساتھ معروف و مشہور ہو

پانچویں قسم:- سامع کی نگاہ میں مشبہ کی تزئین مقصود ہو۔ سیاہ چہرہ کو ہرن کی آنکھ سے تشبیہ دینا۔

چھٹی قسم:- مشبہ کی تقبیح مقصود ہو جیسے چیچک زدہ چہرہ ک[illegible] خشک پاخانہ سے تشبیہ دینا جس میں مرغ نے چونچ ماری ہو۔

اغراض تشبیہ کے اس مختصر تعارف کے بعد ایک نظر اس ضابطہ پر بھی ڈالتے چلیں کہ مومن سے صادر ہونے والے کلام کو محمل حسن پر محمول کرنا واجب ہے۔

یہ ایسا ضابطہ کلیہ ہے جس کی بیشمار نظیریں ابواب فقہ میں موجود ہیں۔ زیر بحث مسئلہ میں حقیقت میں مشبہ وہ ظاہر ہے جس سے نقص کا وہم پیدا ہوتا ہے اور یہ امر سب پر عیاں ہے آیات متشابہات کے ظاہر لفظ کو اختیار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں بلکہ یہ کوشش لغو وبیکار ہے۔ جیسے کتوں کے سامنے ایسی ہڈی ڈال دی جائے جس میں مغز نہ ہو اس ہڈی سے کتوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا بلکہ اس تہی مغز ہڈی کے پیچھے پڑنا لغو وبیکار ہے۔

تو غرض تشبیہ یہاں پر سامع کے ذہن میں مشبہ کے حال کو ثابت کرنا ہے کیونکہ کسی بھی امر کو جب تہی مغز ہڈی سے تشبیہ دی جائے تو سامع اول وہلہ میں سمجھ جائے گا کہ اس امر میں کوشش عبث ولغو ہے۔

تہی مغز ہڈی سے آیات متشابہات کے ظاہر لفظ کو تشبیہ دے کر مفسر اعظم نے سامع کے ذہن میں یہ ثابت کر دیا کہ اہل ظواہر کتے جو آیات متشابہات کے ظاہر لفظ کی اتباع کرتے ہیں اور اسے اختیار کرتے ہیں۔ جس سے نقص، وہم پیدا ہوتا ہے وہ ایسے کتے ہیں جو مغز سے خالی ہڈی کو حاصل کرنے کے لیے آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں۔

ان تفصیلات سے چار امور حتمی طور پر معلوم ہوئے۔

۱- مفسر اعظم کے کلام میں مفرد مقید کی تشبیہ، مفرد مقید سے دی گئی ہے۔

۲- اس تشبیہ میں مشبہ اگرچہ صورتاً آیات متشابہات ہے تاہم حقیقت میں مشبہ وہ ظاہر ہے جس سے نقص کا وہم ہوتا ہے۔

۳- یہ تشبیہ مجمل ہے مفصل نہیں ہے۔

۴- اس تشبیہ سے تشبیہ دینے کی غرض سامع کے ذہن میں مشبہ کے حال کا اثبات ہے۔ اس کی توہین وتقبیح مقصود نہیں۔

اس صورت میں کفر کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ اور اگر بفرض محال تشبیہ سے یہ غرض نہ ہو تو اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ تشبیہ مجمل ہے مفصل نہیں ہے اور اس کی غرض کے متعلق بہت سے احتمالات ہیں بعض احتمال صحیح۔ بعض فاسد تو کیا ایسی صورت میں بھی اس قول کو کفر قرار دیا جا سکتا ہے جب کہ شرح شفاء سے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گزرا کہ اگر کسی قول میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں صرف ایک وجہ اسلام کی ہو تو مفتی اور قاضی پر لازم ہے کہ اسی ایک وجہ پر بنا کر کے اسلام پہ باقی رکھیں اور کفر کا حکم نہ دیں مزید اس کے علاوہ خلاصۃ الفتاوی میں ہے۔

اذا كان فى المسئلة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع فعلى المفتى ان يميل الى هذا الوجه.(ج ۴، ص ۳۸۲، الفصل الثانى فى الفاظ الكفر)

جب کسی مسئلہ میں چند وجہیں تکفیر کو واجب کریں اور ایک وجہ تکفیر کو روکے تو مفتی پر لازم ہے کہ اسی ایک وجہ کی طرف مائل ہو۔

اسی بنیاد پر علمائے اہل سنت نے کلام محتمل ومجمل کی صورت میں ہرگز تکفیر نہیں کی بلکہ اسلام ہی کا حکم صادر فرمایا۔ اس کی بیشمار نظیریں کتب فقہ میں موجود ہیں۔

مثلاً ایک بچہ استاذ سے قرآن پاک کی تعلیم لے رہا ہے۔ اس سے کسی نے کہا اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو تیرے معلم پر اور اس پر جو تجھے تعلیم دی۔ اور یہ کہا کہ میں نے بچہ کا بے ادب ہونا مراد لیا ہے قرآن پاک مراد نہیں لیا ہے۔

اس جملہ میں بظاہر قرآن کریم کی تحقیر وتقبیح معلوم ہوتی ہے مگر اس کے باوجود اس جملہ پر علماء نے تکفیر نہیں کی بلکہ صرف ادب دینے کا حکم دیا کیونکہ یہ کلام محتمل ہے اور قائل نے اپنی مراد واضح کر دی ہے شفا شریف میں ہے۔

افتى ابو محمد بن ابى زيد بالأدب فيمن قال لصبى لعن الله معلمك وما علمك و قال اردت سوء الادب ولم ارد القرآن (ص ۲۹۰، شفا للقاضی عیاض رحمۃ اللہ)

ابومحمد بن ابی زید نے اس شخص کے بارے میں ادب کا حکم دیا جس نے ایک بچہ سے کہا اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو تیرے معلم پر اور اس پر جو تجھے تعلیم دی اور یہ کہا میں نے بچہ کی بے ادبی مراد لی ہے قرآن پاک مراد نہیں لیا ہے۔

امام کبیر علامہ شرف الدین حسین بن محمد عبداللہ طیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ''قذرہ'' کہا جب کہ ہر اہل علم پر عیاں ہے کہ قذرہ کا معنی گندا۔ میلا ہے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی "فتمسك بسنة خير من احداث بدعة" کی شرح میں امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔

"فتمسك بسنة "قذرة" خير من إحداث بدعة" مستحسنه كما اذا أ حيٰ آداب الخلاء مثلا على ماورد فى السنة فهو خير من بناء رباط او مدرسة (شرح مشکوٰۃ ج۱ص ۳۴۷)

اس قول سے بظاہر سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین لازم آرہی ہے مگر اس پر بھی آج تک کسی نے تکفیر نہیں کی بلکہ علمائے اہل سنت نے علامہ طیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جلالت شان کو مدنظر رکھتے ہوئے اس قول کو محمل حسن پر ہی محمول کیا حکم کفر نہ دیا اور ادرأ والحدود عن المسلمين ما استطعتم کو سامنے رکھ کر اس قول کی تاویل فرمائی۔ کہ امام طیبی نے سنت ہونے کی حیثیت سے اسے قذرہ (گندی) نہیں کہا ہے بلکہ قذرہ اس وجہ سے کہا کہ اس سنت کے فعل کا تعلق ایک گندی چیز سے ہے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کے تحت اس کی تشریح اور امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر نقد و نظر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"بسنة" اى صغيرة او قليلة كا حياء آداب الخلاء مثلاً على ما وردفى السنة وأما قول الطيبى: اى سنة قذرة" فلغزة قلم وزلة قدم مما ينفر عنه الطبع ويمجه السمع قال ابن حجر: لو لا اشتهار علم الرجل وتحقيقه وحسن حاله وطريقه لقضى عليه بهذه الكلمة بأمر عظيم، كيف واصحابنا مصرحون بأن من استقذر شيئا منسوبا اِليه عليه الصلوٰة والسلام كفر؟ والسنة منسوبة اِليه فوصفها بالقذارة يوقع فى تلك الورطة لو لا امكان تاويله بأنه لم يصفها بالقذارة من حيث كونها سنة بل من حيث تعلق فعلها لمستقذر وهذا بفرض قبوله انما يمنع الكفر فحسب لا الشناعة والقبح وسوء الادب". (مرقات: ج۱ص ۲۲۶)

سنت خواہ چھوٹی ہو یا بڑی مثلاً آداب خلا کو اسی کے مطابق زندہ رکھنا جو سنت میں وارد ہے۔ رہا امام طیبی کا قول سنۃ قذرہ تو یہ قلم کی خطا اور قدم کی لغزش ہے جس سے طبیعت نفرت کرتی ہے اور کان سن نہیں پاتا حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا اگر اس شخص (امام طیبی) کے علم اور اس کی تحقیق اور اس کے حسنِ حال اور اس کے طور طریقہ کی شہرت نہ ہوتی تو اس بات کی وجہ سے اس پر بڑا سخت حکم ہوتا اور کیسے نہ ہو جب کہ ہمارے اصحاب اس بات کی صراحت کرتے ہیں کہ جس نے کسی بھی ایسی چیز کو گندا سمجھا جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے۔ اس نے کفر کیا، اور سنت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے تو اسے گندی کہنا، اس بھنور میں ڈال دیتا اگر اس کی یہ تاویل ممکن نہ ہوتی کہ سنت ہونے کی حیثیت سے اسے گندی نہیں کہا بلکہ گندی اس حیثیت سے کہا کہ اس کے فعل کا تعلق ایک گندی چیز سے ہے۔ اور اس تقدیر پر صرف کفر سے روکا جا سکتا ہے باقی اس کے شنیع و قبیح اور خلاف ادب ہونے میں کوئی شبہہ نہیں۔

یہاں علامہ طیبی کا قول محتمل تھا اگر چہ ان کا معنی ظاہر کفر تھا مگر چونکہ اس کی تاویل ممکن تھی۔ ایک محمل حسن پر اسے محمول کیا جا سکتا تھا اس وجہ سے علمائے اہل سنت نے اسی پر محمول کر کے کفر سے بچا لیا۔ بالکل اسی طرح یہاں پر مفسر اعظم کا کلام مجمل و محتمل ہے اور خود مفسر اعظم ہی سے مراد بھی متعین ہو چکی ہے کہ مقام تشبیہ میں لفظ 'آیات متشابہات' سے وہ ظاہر مراد ہے جس سے نقص کا وہم پیدا ہوتا ہے جسے اہل زیغ ظاہر بیں کتوں نے اختیار کیا۔

☆☆☆

اے مری قوم! ذرا دیکھ تو سہی:

محب الرضا محمد عبدالرشید
القادری البرکاتی الرضوی النوری، پیلی بھیتی

ناظرین کرام! امام الوہابیہ صاحب تقویۃ الایمان نے اور مصنفہٗ بریلویت تاریخ عقائد احسان الٰہی ظہیر نے انبیاء واولیاء اور مسلمان اہلِ اسلام کی شان میں جو عجیب وغریب اور وحشتناک لب ولہجہ استعمال کیا ہے اس کے چند نمونے دیکھیں اور فیصلہ کریں۔

(۱) عام طور پر لوگوں میں شرک پھیلا ہوا ہے اصل توحید نایاب ہے اکثر دعویداران ایمان، توحید وشرک کے معنی ہی نہیں سمجھتے، مسلمان ہیں مگر شرک میں گرفتار ہیں۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰

(۲) پیغمبرِ خدا کے وقت میں بھی کافر اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا، منتیں ماننی، نذر ونیاز کرنی ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا، یہی ان کا کفر وشرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو اس کو اللہ کا بندہ ومخلوق ہی سمجھے، سو! بوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔" صفحہ (۳۳)

(۳) "غرض جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں، وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان انبیاء واولیاء سے اماموں اور شہیدوں سے، فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانی کا کئے جاتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ منھ اور یہ دعویٰ۔" (صفحہ ۲۹)

(۴) "اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے" صفحہ (۴۳)

(۵) "سو اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو، جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے" (صفحہ ۵۳)

(۶) اس شہنشاہ (باری تعالیٰ) کی تو یہ شان ہے کہ اگر چاہے تو لفظِ کن سے کروڑوں نبی، ولی، جن، فرشتے، جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ایک آن میں پیدا کر دے۔ (صفحہ ۶۷)

(۷) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں منافقوں نے حضرت عائشہ پر تہمت کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بڑا رنج ہوا۔ کئی دن تک بہت تحقیق کی نہ معلوم ہوئی اور بہت فکر وغم میں رہے پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو بتا دیا کہ منافق جھوٹے ہیں عائشہ پاک ہیں (صفحہ ۵۲)

(۸) انبیاء اور اولیاء کی یا اماموں اور شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ بلکہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے (صفحہ ۶۰)

(۹) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (صفحہ ۸۲)

(۱۰) جو لوگ بزرگوں کو دور سے پکارتے ہیں اور انہیں پکار کر صرف یہی کہتے ہیں کہ یا حضرت آپ دعا فرمادیں کہ حق تعالیٰ ہماری حاجت پوری کر دے یہ شرک ہے۔ (صفحہ ۳۲)

(۱۱) "سبحان اللہ! اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منھ سے اتنی بات سنتے ہی مارے وحشت کے بےحواس ہو گئے" (صفحہ ۱۰۵)

(۱۲) "اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (صفحہ ۱۰۸)

(۱۳) "سارا کاروبار، جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (صفحہ ۷۰)

(۱۴) "غیب کی بات صرف اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر" (صفحہ ۱۰۸)

(۱۵) "انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ (صفحہ ۱۱۱)

(۱۶) "کسی کے سامنے ادب وتعظیم کی غرض سے کھڑا ہونا ناجائز اور شرک ہے" (صفحہ ۵۲)

(۱۷) غیب تو خدا کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں اللہ پاک بندوں سے دنیا میں یا قبر میں یا آخرت میں جو معاملہ کرے گا اس کا حال کسی کو بھی معلوم نہیں نہ اپنا حال معلوم نہ دوسروں کا حال معلوم" (صفحہ ۳۵)

(۱۸) "خواہ انبیاء ہوں یا اولیاء ہوں وہ سب اللہ کے بے بس بندے ہیں اور ہمارے بھائی۔ (صفحہ ۷۱)

(۱۹) جیسے چودھری زمین دار اس معنی کے لحاظ سے ہر نبی اپنی

امت کا سردار ہے۔(صفحہ ۷۵)

(۲۰) میں (یعنی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام) بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں (صفحہ ۱۱۲)

صاحبِ تقویۃ الایمان کے نزدیک مشکل کے وقت پیروں، پیغمبروں، اماموں، شہیدوں، فرشتوں کو پکارنا، ان سے مرادیں مانگنا، منتیں ماننا، عبدالنبی، علی بخش، حسین بخش، مدار بخش، غلام محی الدین، غلام معین الدین نام رکھنا، اولیاء کی جناب میں شفاعت کرنے کا عقیدہ رکھنا یہ سب شرک ہیں اور اس کے مرتکب مشرک ہیں (استغفر اللہ)

شادی میں سہرا باندھنا، دسواں، بیسواں، چالیسواں اور برسی کرنا، قدم رسول کی تعظیم کرنا، بیٹا پیدا ہو تو ایک بکری ذبح کرنا، ربیع الاول میں عیدیں منانا، گیارہویں کرنا، شبِ برأت کو حلوہ پکانا، چراغاں کرنا، رمضان میں الوداعی خطبہ اور قضائے عمری نماز پڑھنا، عید کے دن سویاں پکانا، عید کی نماز کے بعد بغل گیر ہو کر ملنا یا مصافحہ کرنا، عرس منانا، حافظوں کو قبر کے پاس بٹھا کر قرآن پڑھوانا، یہ تمام باتیں دین کے قطعی خلاف ہیں اور ہندوؤں کی راہ ہے۔ ملخصاً

(یہ تو تھے بڑے میاں اب ذرا چھوٹے میاں کی سنئے) تقویۃ الایمان و تذکیر الاخوان صفحہ ۹۰ تا ۹۳)

(۱) شرک و بدعت کی ایسی ایسی اقسام ان (اہل سنت) کی کتابوں میں موجود ہیں جن سے دورِ جاہلیت کے مشرکین بھی نا آشنا تھے۔(بریلویت تاریخ و عقائد صفحہ ۲۳، مطبوعہ رچھا)

(۲) تعجب ہے ان لوگوں پر جوان بندوں کے سامنے اپنا دامن پھیلاتے اور ان سے اپنی حاجتیں مانگتے ہیں جو منوں مٹی تلے دفن ہیں یہ اس شرک سے باز کیوں نہیں آتے (صفحہ ۱۳۹)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں یہ عقیدہ کتاب و سنت کی صریح مخالفت پر مبنی ہے اور شریعت اسلامیہ اس قسم کے پوذی اور ہندوانہ عقائد سے بالکل مبرا و منزا ہے۔(ملخصاً صفحہ ۱۹۰)

(۴) ان (اہل سنت) کے عقائد تو دورِ جاہلیت کے مشرکوں سے بھی بدتر ہیں (صفحہ ۱۴۰)

(۵) ان لوگوں (اہل سنت) نے شریعت کی مخالفت اور شیطان کی اتباع کو نجات کا ذریعہ سمجھ رکھا ہے۔(صفحہ ۱۵۱)

(۶) یقیناً مشرکین مکہ کا عقیدہ ان (اہل سنت) سے بہتر تھا (صفحہ ۱۵۱)

(۷) عید و میلاد صرف عیسائیوں کی مشابہت میں جاری کی گئی ہے اسلامی شریعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔(صفحہ ۲۲۳)

محترم قارئین! یہ ہے علمائے غیر مقلدین کا دلنشیں توحیدانہ وناصحانہ اور سلیس اندازِ گفتگو جس کی میاں رضاء اللہ مدنی رچھا میں بیٹھ کر پرجوش وکالت کر رہے ہیں اگر اس پیرائے میں ان افراد سے گفتگو کی جائے تو جذبۂ احترام انسانیت اور اخلاق و تہذیب کی دہائی دینے لگتے ہیں۔ تفصیل کے لیے مکمل تقویۃ الایمان و بریلویت وغیرہ کتب وہابیہ پڑھ جایئے قدم قدم پر کفر و شرک اور بدعت و ضلالت کے امبار ملیں گے۔ اللہ ہدایت دے۔

عبرت ونصیحت

مشتے چند نمونے از خروارے کے طور پر ہم نے وہابیہ غیر مقلدین کے یہ عقائد کفریہ و اقوالِ کاذب ان کی اصلی کتابوں سے حوالوں کے ساتھ پیش کر دیئے مسلمانوں ہوش میں آؤ اپنے ایمان کی خبر لو چند روزہ زندگی اور اس کے عیش و آرام کے نشے میں موت کی سختی اور قبر کی تاریکی اور جہنم کے دردناک عذاب کو مت بھولو۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ موت کے صرف ایک جھٹکے میں اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ اگر ایک ساتھ ہزار تلواریں ماری جائیں تب بھی اتنی تکلیف نہ ہو، کیا مرنے کے بعد ہوش آئے گا۔؟ ابھی وقت ہے توبہ کرو۔ اللہ سے ڈرو اور ایک صحیح العقیدہ مسلمان بن کر رہو اگر وہابیہ غیر مقلدین و دیگر فرقِ باطلہ کے باطل و فاسد اور گمراہ کن عقائد و خیالات دیکھ کر بھی تم ان سے دور نہ رہے اور اپنے کو ان سے دور نہ رکھا تو یاد رکھو! جہنم کا عذاب تمہاری اس دین سے دوری اور بدمذہبوں سے اختلاط کا مزہ چکھا دے گا اور موت کے فرشتے تمہاری آنکھیں کھول دیں گے۔ موت کا ایک جھٹکا تمہیں جگا دے گا قبر کی تاریکی اور اکیلا پن دولت و بلڈنگ اور کوٹھیوں کے نشے اتار دے گا۔

اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہوسکے کرلے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے
اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

اے عزیز ایمان ہی وہ دولت ہے کہ جس پر بخشش و نجات کا انحصار ہے۔ ایمان ہی وہ نعمت ہے جس پر دیدارِ الٰہی اور شفاعتِ رسول کی بشارت ہے۔ ایمان ہی وہ انمول سرمایہ ہے کہ جس سے آدمی جہنم کے ابدی عذاب سے بچ سکتا ہے۔ میرے بھائیوں یہ دین ہے کوئی دنیوی جھگڑا نہیں۔ ٹھنڈے دل سے بنظرِ انصاف دیکھو، غور کرو، حق و باطل کو پرکھو، حق کو قبول کرو باطل سے الگ ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے صدقہ و طفیل توفیق بخشے آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

☆☆☆

فروغ رضویت میں فقیہ ملت کا کردار

محمد اختر حسین قادری
ایم، اے دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی، بستی

بیسویں صدی کے افق پر جو شخصیتیں آفتاب وماہتاب بن کر طلوع ہوئیں اوران کے علم وفضل، تدبر وتفکر، وقار وتمکنت، حکمت ودانائی اور تقویٰ وخشیت ربانی کی کرنوں نے ایک عالم کو منور ومجلیٰ کر دیا اور گلی کوچے بھی جن کی روشنی میں نہانے کا شرف پاگئے، انہیں پر عظمت اور باکمال ہستیوں میں سے ایک ذات آبروئے فقاہت، نازش اہل سنت مبلغ سنیت قاطع کفر وضلالت حامی سنت ماحی بدعت ناشر مسلک اعلیٰ حضرت حضرت فقیہ ملت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ کی بھی تھی جنہوں نے اپنی فقہی بصیرت، علمی قابلیت وصلاحیت، جہد مسلسل، عمل پیہم، خلوص وللّٰہیت، صبر وتحمل، زہد وتقویٰ، ایثار وقربانی، وفا شعاری اور فکر ونظر کی بالیدگی کی بناء پر بین الاقوامی شہرت وناموری حاصل کرلی اور پورے عالم اسلام میں مفتی جلال الدین احمد امجدی فقہ وفتاوٰی کی حیثیت سے ایک بلند وبالا مینار اور نہایت معتبر ومستند اور روشن نام سمجھا جانے لگا۔

آپ امجدی بہار کی رعنائی برکاتی گلستاں کے گل خوشرنگ اور ارشدی چمن کی زیبائی تھی غیرت ایمان اور بلند ہمتی کا کوہ ہمالہ تھے، عزم واستقلال کے جبل شامخ تقویٰ واتباع شریعت میں مظہر مفتی اعظم تفقہ فی الدین میں صدر الشریعہ کے امین اور اپنے آپ میں اسلاف کی چلتی پھرتی تصویر تھے فقہ امام اعظم کا حقیقی ترجمان حق گوئی وبے باکی کا بے داغ آئینہ اور مسلک امام احمد رضا کے مخلص نقیب وناشر کا دوسرا نام جلال الدین احمد امجدی تھا۔

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمہ نے ۱۹۵۲ء میں تعلیم سے فراغت حاصل کی اور اس وقت سے لے کر ۲۰۰۱ء تک مسلسل اکیاون سال تدریسی، تصنیفی، تبلیغی، اصلاحی اور دعوتی فریضہ اس حسن وخوبی سے انجام دیا کہ مشہور دیار وامصار اور منفرد امثال واقران ہوگئے آپ نے اپنی زندگی کا مقصد صرف اور صرف تبلیغ سنت، اشاعت اسلام، فروغ رضویت اور احقاق حق وابطال باطل قرار دیا یہی وجہ تھی کہ آپ ہمیشہ فروغ مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے سرگرم رہے اور جہاں کہیں کسی نے اس کے خلاف آواز اٹھائی آپ اس کی سرکوبی کے لیے انجام سے بے پرواہ ہوکر ایک مرد مجاہد کی طرح میدان میں کود پڑے اور باطل کے رد وابطال میں پوری توانائی صرف کردی۔

فقیہ ملت کی اعلیٰ حضرت سے وابستگی کا آغاز

جب ہم فقیہ ملت کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات مثل آفتاب روشن ہوکر ہمارے سامنے آتی ہے کہ آپ کی زندگی نے علمی سفر کا آغاز ہی رضویت کے حوالے سے کیا، اور ابتداء شعور سے ہی امام احمد رضا رضی اللہ عنہ سے دلی تعلق قائم فرمالیا تھا، امام احمد رضا سے ان کی دلی، فکری اور نظریاتی وابستگی کا اندازہ صرف اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے راہِ طریقت کے لیے بھی ایک ایسی ذات کا انتخاب کیا جو امام احمد رضا کی منظور نظر تھی اور بارگاہ رضوی سے کامل طور پر فیضیاب تھی جیسا کہ فقیہ ملت خود رقمطراز ہیں۔

جب علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ سے معلوم ہوا کہ حضرت صدر الشریعہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں تو ۲۹ر جمادی الاول ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء میں حضرت سے شرف بیعت حاصل کیا اور سلسلۂ

رضویہ میں داخل ہوگیا (خطبات محرم ص ۴۷۹)

اعلیٰ حضرت سے عقیدت ومحبت کی داستان

فقیہ ملت چونکہ ابتدائے شعور سے ہی مسائل شرعیہ کی جانکاری کا شوق رکھتے تھے اور احکام شرعیہ واصول فقہیہ کی معلومات حاصل کرنے کا جذبہ شروع سے آپ میں موجود تھا اور جوں جوں شعور میں بالیدگی پیدا ہوتی گئی اس جذبۂ شوق میں بھی اضافہ ہوتا گیا ایک تشنہ لب کے لیے بھلا اس سے زیادہ مسرت اور کب مل سکتی ہے کہ وہ چشمۂ آب زلال تک پہنچ جائے اور جی بھر کے اس سے پیاس بجھانے کا موقع نصیب ہوجائے کچھ یہی حالت فقیہ ملت کی تھی فقہ سے شغف آپ کو فطرتاً نصیب ہوا تھا اور اب فقہی بصیرت میں جلا بخشنے کا سامان فتاویٰ رضویہ کی شکل میں سامنے موجود تھا جس سے آپ زندگی بھر فیضیاب ہوتے رہے اور آپ کو امام احمد رضا سے عقیدت وارادت مندی کی نعمت ملتی گئی چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان اگر چہ بہت علوم وفنون کے ماہر تھے لیکن ان میں فقاہت کا وصف سب سے ممتاز ہے اور مجھے فقہ سے زیادہ شغف ہے اس لیے میں آپ سے بہت زیادہ عقیدت رکھتا ہوں اور آپ کے تحقیقی فتاویٰ کے مطالعہ سے روز بروز میری عقیدت بڑھتی ہی جارہی ہے (خطبات محرم ۴۷۹)

مسئلہ سجدۂ تعظیمی

امام احمد رضا قدس سرہ نے سجدۂ تعظیمی سے متعلق ایک نہایت نفیس رسالہ تصنیف فرمایا ہے جو الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ کے نام سے مشہور ہے اس میں قرآن وحدیث اور ائمہ کرام کے بے شمار اقوال وارشادات سے یہ ثابت کیا ہے کہ غیر اللہ کے لیے سجدۂ تعبدی کفر اور سجدۂ تعظیمی حرام ہے۔

فقیہ ملت ایک مرتبہ ایک ایسے مقام پر تقریر کرنے گئے جہاں ایک نام نہاد پیر کو اس کی زندگی میں اور انتقال کے بعد اس کی قبر کو لوگ سجدہ کرتے تھے اب آگے کا واقعہ فقیہ ملت سے سنئے لکھتے ہیں۔

یہ باتیں عام طور پر مشہور ہیں لیکن وقت کے بڑے بڑے شیخ الحدیث اور بلند پایہ مفتی شخص مذکور کے عرس میں شریک ہوتے رہے اور رسمی تقریریں کر کے نذرانے وصول کرتے رہے۔

اتفاق سے ۱۳۹۱ھ میں مجھے بھی عرس کے تقریری پروگرام میں شرکت کی دعوت دی گئی میں وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ غازی پور کے ایک مشہور عالم فیض آباد کے ایک بڑے خطیب اور لکھا ہی ضلع گونڈہ کے ایک مولانا بھی بحیثیت مقرر آئے ہوئے ہیں ساتھ ہی وہاں کے خرافات کا بھی علم ہوا،

تینوں مقررین نے پہلے تقریریں کرلیں اور آخر میں ہمیں تنہا اسٹیج پر چھوڑ کر چلے گئے اس موقعہ پر ہماری حق گوئی کا سخت امتحان تھا مگر ہم نے طے کرلیا تھا کہ حق ظاہر کئے بغیر نہیں رہیں گے چاہے جو کچھ ہوجائے (چنانچہ آپ نے حکم شرعی سے لوگوں کو آگاہ کیا جس پر ایک فتنہ کھڑا ہوگیا اور لوگوں نے آپ کو بہت کچھ کہا سنا مگر آپ نے کسی کی پرواہ نہ کی اور جب براؤں شریف واپس ہوئے تو کیا کیا اسے سنئے)

براؤں شریف پہنچ کر ہم نے فوراً حرمت سجدہ پر ۱۶ صفحات کا ایک رسالہ بنام سجدۂ تعظیم لکھا جو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کے رسالہ مبارکہ الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیۃ سے ماخوذ رہا پھر اسے جلد ہی چھپوا کر پانچ سو کی تعداد میں لے جا کر اکبر پور چورا ہے پر مفت تقسیم کردیا (خطبات محرم ص ۵۱۴)

اس طرح فقیہ ملت نے مسلک اعلیٰ حضرت کو بڑے سادہ اور عام فہم انداز میں عوام الناس تک پہنچایا۔

اوجھڑی کا مسئلہ

امام احمد رضا قدس سرہ نے اوجھڑی کھانے کو ناجائز لکھا ہے مگر جاہل بلکہ کچھ خواص بھی اسے کھاتے ہیں اور اعلیٰ حضرت کا فتویٰ اور ان کی تحقیق نہیں مانتے ہیں فقیہ ملت کو اس کا بڑا دکھ تھا بلکہ ایک جگہ اپنے دلی قلق کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بعض وہ ہیں جو بات بات پر اعلیٰ حضرت کا نام لیتے ہیں لیکن اوجھڑی ناجائز ہونے کے متعلق ان کا فتویٰ ماننے سے انکار کرتے ہیں۔

مگر الحمدللہ میں ان لوگوں میں سے ہوں کہ ان کی ہر تحقیق کو مانتا ہوں اور ان کے ہر فتویٰ پر سر تسلیم خم کرتا ہوں (خطبات محرم ص ۴۷۹)

چنانچہ فقیہ ملت نے امام احمد رضا قدس سرہٗ کی اس تحقیق انیق کو چند دیگر علمائے کرام کے فتویٰ کے ساتھ شائع کیا اور مختلف علاقوں میں اسے مفت تقسیم کروایا اس طرح سے آپ نے امام احمد رضا کے تحقیقی فتویٰ کو اپنے مخصوص سہل اور عام فہم انداز میں لکھ کر ان کے نظریہ سے عوام کو آشنا کیا اور بے شمار لوگوں کو ارشاد رضا پر عمل پیرا رہنے کا سامان فراہم کر دیا۔

فتاویٰ میں اقوال اعلیحضرت سے استدلال

فقیہ ملت نے اپنے اکثر فتاویٰ میں سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے اقوال وارشادات کو بطور دلیل پیش کیا ہے اور جگہ جگہ تحقیقات رضویہ کو اپنے عام فہم اسلوب میں لکھ کر بڑی سلیقہ مندی سے مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی فرمائی ہے۔

آپ کے فتاویٰ دو جلدوں میں فتاویٰ فیض الرسول کے نام سے شائع ہو کر دسیوں ممالک میں مقبولیت حاصل کر چکے ہیں اور بقیہ فتاویٰ کا مجموعہ فتاویٰ برکاتیہ کے نام سے چھپ چکا ہے، راقم نے تلاش وجستجو کر کے فتاویٰ فیض الرسول میں کم وبیش تین سو مقام پر اعلیٰ حضرت کی تحقیق اور ان کے فتاویٰ کو بطور استدلال پیش کرتے ہوئے پایا اس طرح آپ نے اپنے فتاویٰ کے ذریعے امام احمد رضا کے نظریات کو دنیا کے مختلف خطوں میں پہنچایا، مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب لکھتے ہیں۔

(فتاویٰ فیض الرسول میں) بہت سارے مقامات پر فتاویٰ رضویہ امام احمد رضا فاضل بریلوی وفتاویٰ امجدیہ حضور صدر الشریعہ اعظمی قدس سرہٗ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے (فتاویٰ فیض الرسول جلد۲،ص ۴۳)

اور فتاویٰ برکاتیہ میں کل تقریباً ایک سو اٹھائیس جگہوں پر اپنے فتاویٰ کو اقوال اعلیٰ حضرت سے مزین کر کے قوم کے سامنے پیش کیا ہے۔

علاوہ اس کے آپ کی جتنی بھی تصنیفات ہیں سب میں امام احمد رضا کے نظریات اور ان کے فرمودات کو اپنے مخصوص لب ولہجے میں ڈھال کر عوام الناس تک پہنچایا اور ارشادات رضویہ کو بہت سے ممالک اسلامیہ کے علاوہ یورپ اور امریکہ میں بھی پہنچانے کی سعی بلیغ فرمائی، خود راقم السطور سے متعدد بار فرمایا ہم اعلیٰ حضرت کی تحقیق کے خلاف کچھ بھی نہیں لکھ سکتے کوئی لکھتا ہے تو لکھتا رہے چنانچہ یہ بات اکثر اہل علم کو معلوم ہے کہ دیہات میں جمعہ کے تعلق سے کتنا کچھ ہوا مگر اپنے اعلیٰ حضرت کی تحقیق کے خلاف ہرگز ہرگز کبھی ایک قدم نہ بڑھایا۔

باب رضا

فقیہ ملت نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں جو عظیم الشان علمی کارنامہ بنام دارالعلوم اہل سنت امجدیہ ارشد العلوم انجام دیا اس کے صدر دروازے کو بھی امام احمد رضا کی طرف منسوب کیا چنانچہ پچاس فٹ اونچائی پر بنا ہوا یہ گیٹ مزار اعلیٰ حضرت کے گنبد کا نظارہ کراتا ہے اور اس پر جلی حروف میں باب رضا لکھا ہے تاکہ ہر آنے والا یہ دیکھ کر سمجھ لے کہ یہ ادارہ مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ دینے کے لیے ایک قلعہ ہے جہاں سے مسلک حق پر حملہ کرنے والوں کا دفاع کیا جاتا ہے۔

کتب خانہ کا قیام

فقیہ ملت نے اپنے علماء کرام کی کتابوں کے مارکیٹ میں نہ ہونے کی وجہ سے یہ سمجھ لیا کہ اگر یہی حال رہا تو بد مذہبوں کی کتابوں کو پڑھ کر قوم کفر وضلالت میں مبتلا ہوتی چلی جائے گی اور پھر سنت کا جو حال ہوگا وہ ناقابل تصور ہے اس لیے آپ نے مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے لیے کتب خانہ قائم فرمایا ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

ماہ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ مطابق جولائی ۱۹۵۸ء میں اسلام

وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کے لیے فقیہ اعظم ہند مرشدی حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام نامی سے منسوب کرتے ہوئے کتب خانہ امجدیہ قائم کیا (کچھ یادیں کچھ باتیں ص ۹)

بحمدہ تعالیٰ آپ کا قائم کردہ کتب خانہ اسلام وسنیت کی نشرو اشاعت کے حوالے سے ہندوستان کا ایک معتبر ومشہور کتب خانہ تسلیم کیا جاتا ہے جو شب وروز مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج وترقی میں مشغول ہے۔

فتاویٰ مصطفویہ کی ترتیب جدید

شہزادۂ اعلیٰ حضرت مقتدائے عارفان روزگار حضور مفتی اعظم ہند کے علمی جواہر پارے معروف بہ فتاویٰ مصطفویہ کی اشاعت کے تعلق سے جو بے اعتنائی برتی گئی ہے وہ سب پر عیاں ہے طباعت، کتابت اور کاغذ سب کتاب کو منھ چڑھاتے تھے اور عبارتوں میں اغلاط تو اتنی کہ الامان والحفیظ۔

مگر کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی حضور فقیہ ملت اس سے بہت دکھی تھے اور برابر اس کوشش میں لگے رہے کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے فتاویٰ ان کی شان کے مطابق چھپنے چاہئے چنانچہ لکھتے ہیں۔

محترم جناب قربان علی صاحب حامدی بیسلپوری اور جناب مولانا ڈاکٹر فیضان علی صاحب کی کوششوں سے جب فتاویٰ مصطفویہ حصہ اول ودوم مکتبۃ الرضا بیسلپور ضلع پیلی بھیت سے پہلی بار طبع ہوکر منظر عام پر آئے تو انہیں دیکھ کر بے انتہا افسوس اور بے پایاں رنج ہوا کہ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلفاء اوران کے مریدین ومعتقدین نے ان علمی جواہر پاروں کے ساتھ بڑی بے اعتنائی اور لاپرواہی سے کام لیا ہے ورنہ یہ فتاویٰ اتنی خراب کتابت، لیتھو طباعت اور معمولی کاغذ پر طبع نہ ہوتے انہیں دیکھ کر بھی حضرت کے مالدار مریدوں کو غیرت نہیں آئی یہاں تک کہ تیسرا حصہ بھی پہلے دوحصوں کی طرح انہیں مجبوراً خراب ہی چھپوانا پڑا جنہیں کسی کو دکھا کر یہ کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ یہ حضور مفتی اعظم ہند کے فتاویٰ ہیں۔

اس لیے میری بہت دنوں سے تمنا تھی کہ حضرت کے فتاویٰ ان کی شان کے لائق اچھی کتابت اور معیاری طباعت کے ساتھ عمدہ کاغذ پر طبع ہوجائیں، اس سلسلے میں ہم نے کئی لوگوں سے کوششیں کیں یہاں تک کہ حضرت مفتی اعظم قبلہ کے ایسے مالدار مریدوں پر دباؤ بھی ڈالا جو اپنے آپ کو حضرت کا بہت بڑا شیدائی وفدائی ظاہر کرتے ہیں لیکن ان میں کوئی بھی فتاویٰ مصطفویہ چھپوانے کے لیے تیار نہ ہوا۔

یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ حضرت مفتی اعظم قبلہ کے عرس میں کھانے پینے اور اسٹیج کی سجاوٹ وغیرہ پر چالیس پچاس ہزار بلکہ لاکھ دو لاکھ تک خرچ کردینا ان کے مریدین کے لیے کوئی بڑی بات نہیں، لیکن جب حضرت کی کوئی تصنیف چھپوانے کے لیے کہا جاتا ہے تو یہ بات ان کے حلق سے نہیں اترتی۔

فتاویٰ مصطفویہ اعلیٰ پیمانے پر چھپوانے کے لیے رضا اکیڈمی بمبئی کے فعال ومتحرک سکریٹری جناب الحاج محمد سعید نوری سے بھی ہم نے کہا۔

واقعہ کی مزید تفصیل لکھنے کے بعد حضرت فقیہ ملت تحریر فرماتے ہیں۔

کتابت پرانے انداز کی تھی ہم نے جدید طرز کے طور پر جگہ جگہ اس میں پیرابندی کی۔ عزیزم مولانا مفتی محمد ابرار احمد امجدی نے ہماری نگرانی میں نئی ترتیب سے اس کو آراستہ کیا اور آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، اقوال فقہاء اور افکار ائمہ کو بڑی محنت وجانفشانی کے ساتھ حوالوں سے مزین کیا۔ اس کام کے لیے علیمیہ لائبریری جمدا شاہی کا دو بار انہیں سفر بھی کرنا پڑا، ہم نے اس کی فہرست تیار کی اور کاتب کا مکان چونکہ اوجھا گنج سے دور ہے اس لیے بار بار وہاں جانے آنے کی دشواریوں اور طرح طرح کی پریشانیوں سے گذرنے کے بعد اس کی کتابت مکمل ہوئی پھر الحاج محمد سعید صاحب نوری کے اہتمام اور رضا اکیڈمی بمبئی کے خرچ سے طبع ہوکر یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں آئی۔

پرانی طباعت اورنئی کتابت کے اغلاط کی تصحیح کے لیے پوری کتاب تین بار پڑھی گئی (فتاویٰ مصطفویہ ص ۲۵) حضرت فقیہ ملت نے اس کتاب کومنظر عام پرنئی آن بان اورشان سے لانے کے لیے مسلسل دوسال تک شبانہ روز جہد پیہم اورسعی مسعود فرمائی جس کے نتیجے میں فتاویٰ مصطفویہ عمدہ طباعت وکتابت اور قابل دید ٹائٹل کے ساتھ قوم کومیسر ہوئی کتاب کے منظر عام پرآتے ہی ہر چہار جانب سے فقیہ ملت کوداد وتحسین کی سوغات سے نوازا جانے لگا بلکہ مولانا بدرالقادری صاحب ہالینڈ نے تو پندرہ صفحہ پر مشتمل اپنا تبصرہ سپردقلم فرما کرفقیہ ملت کی بارگاہ میں پیش کیااورآپ کی اس عظیم الشان خدمتِ رضویہ پرخوب خوب سراہا۔

فروغ رضویت کے تعلق سے یہ آپ کاایسا کارنامہ ہے جو یقیناً آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے، اس طرح کی بیشمار ایسی خدمات ہیں جنہیں قلم بند کیا جائے تو ایک دفتر تیار ہوجائے بس بلفظ دیگر یہ کہہ لیا جائے کہ آپ نے زندگی کے آخری لمحے تک فروغ مسلک اعلیٰ حضرت کی جدوجہد جاری رکھی اور بڑی نمایاں کامیابی حاصل کی۔

تعلیمات اعلیٰ حضرت کو عام کرنے کی لگن

فقیہ ملت نےخودتو ساری زندگی اعلیٰ حضرت کےمقدس مشن کو پھیلانے میں صرف کی ہی ساتھ ہی عامۃ مسلمین کے دلوں میں بھی ان کی تعلیمات کوعام کرنے کا جذبہ پیدا کرتے رہے چنانچہ ایک مقام پرلکھتے ہیں۔

میں فاضلین فیض الرسول اور دیگر نوجوان علماء کونصیحت کرتا ہوں کہ اپنے ایمان وعمل کوسنوارنے کے لیےاورحقیقت میں عالم دین بننے کے لیے اعلیٰ حضرت کی تصنیف کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرو(خطبات محرم ص ۴۷۹)۔

اوراپنی مشہور تصنیف تعظیم نبی کے آخر میں اپیل کے طور پر لکھتے ہیں۔

(۱) ہمیشہ قرآن پاک کی تلاوت کیا کریں اوراس کا مطلب سمجھنے کے لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کا بہترین ترجمہ کنز الایمان پڑھ کر ایمان تازہ کیا کریں۔

(۲) دین متین کی صحیح شناسائی کے لیے اعلیٰ حضرت اور دیگر علماء اہل سنت کی تصنیفات کا مطالعہ کیا کریں (تعظیم نبی ص ۹۳)

وقت وصال کا واقعہ

فقیہ ملت نے جس رات وصال فرمایااس کے دن میں راقم کو چند مرتبہ فون کر کے جمداشاہی سے اوجھا گنج بلوایا بعد نماز مغرب فرمایا یہ دیکھئے اندور کے کسی وہابی نے علماء اہل سنت پرتبراء بازی کی ہے آپ کواس کا جواب لکھنا ہے میں نے تعمیل حکم کے لیے فوراً لبیک کہاعشاء تک تمام باتیں بتاتے رہے۔

وصال سے تقریباً پانچ سات منٹ قبل جب کہ آپ کی سانس تیز تیز چلنے لگی تھی اور بولنے میں بھی کافی دقت محسوس ہورہی تھی مگر ایسے عالم میں بھی فقیہ ملت نے راقم سے فرمایا کہ مولانا آپ جو جواب لکھئے گااس میں پہلے اعلیٰ حضرت کی تحقیقات پھراعلیٰ حضرت کے خوشہ چینیوں کی تحقیقات کا عنوان قائم کر کے فتاویٰ امجدیہ، فتاویٰ مصطفویہ اور فتاویٰ فیض الرسول اور اگرمل جائے تو مفتی شریف الحق صاحب علیہ الرحمہ کےفتاویٰ ضرور لکھئے گا۔

ان تمام تفصیلات کے پیش نظر ہم بلاخوف تردید یہ لکھ رہے ہیں کہ حضور فقیہ ملت نے علمی دنیا میں قدم رکھنے سے لے کر زندگی کی آخری گھڑی تک تبلیغ سنیت، احقاق حق، ابطال باطل، اشاعت اسلام، حمایت حق مبین اورفروغ رضویات کے لیے اپنی تمام تر قوت وتوانائی صرف کردی آپ بجاطور پرامام احمد رضا کے مسلک کے سچے اور بے باک ترجمان اورمبلغ تھے جس پرآپ کی تصنیفات وتالیفات شاہدعدل ہیں۔

رضا کے شیر تمہیں بو العلی کے نور نظر
فضیلتوں کے تمہیں آسماں جلال الدین

☆☆☆

مولانا محمد اشتیاق احمد صاحب قادری، جوکھن پوری

۷۸۶/۹۲ کا استعمال اور اس کا شرعی حکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ۷۸۶ اور ۹۲ کیا چیز ہیں اور ان سے کیا مراد ہے اگر ان نمبروں سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مراد ہے تو کیا کسی اہم کام کے شروع میں ان کا لکھنا اور پڑھنا بسم اللہ کے مترادف ہے۔ اگر ہے تو کیا قرآن وحدیث یا صحابہ کرام یا تابعین وتبع تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین وفقہائے اسلام کے اقوال وافعال اور تصنیفات مبارکہ سے اس کا کوئی ثبوت ہے؟ کیا مذکور حضرات اس کے قائل وفاعل وعامل تھے؟ اگر نہیں تو پھر اس کی اصل کیا ہے؟ از روئے شرع جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی: محبّ الرضا محمد ربد الرشید القادری البرکاتی، پیلی بھیتی

الجواب: بعون الله الملك الوهاب. حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ "يا ايها الناس انما الاعمال بالنيات، وانمالكلّ امرئ ما نوىٰ، فمن كانت هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله، ومن كانت هجرته الىٰ دنيا يصيبها او الى امرأة ينكحها فهجرته الى ما هاجر اليه"۔

(صحیح البخاری ج۱ص ۲، ۱۳، ۳۴۳، ۵۵۱، ج۲ص ۷۵۸، ۷۵۸، ۷۵۹، ۹۸۹، ۱۰۲۸)

اے لوگو! اعمال (کا ثواب) نیتوں ہی پر ہیں، اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے، تو جس کی ہجرت اللہ ورسول کی جانب ہو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے، اور جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہو کہ وہ اس کو حاصل کرے یا کسی عورت کی جانب ہو کہ اس سے شادی کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

"ما رأه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن، وما رأه المسلمون قبيها فهو عند اللّٰه قبيح"

(المقاصد الحسنۃ ص ۵۸۱، الحلیۃ ج۱، ص ۳۷۵، المسند ج۱، ص ۳۷۹، البدایۃ والنہایۃ ج ۱۰، ص ۳۲۷، مجمع الزوائد ج۱، ص ۱۷۷، ۱۷۸)

یعنی مسلمان جس (مباح چیز) کو اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہے اور جس کو مسلمان ناپسند جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے جمہور احناف وشوافع کی تصریحات کے مطابق اشیاء میں اباحت اصل ہے۔ التحریر میں ہے۔ "المختار ان الاصل الاباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية۔ اھ"

(رد المحتار ج۱، ص ۷۱، مکتبہ نعمانیہ دیوبند)

نیز ہدایہ ج ۲، ص ۴۲۸، فصل فی الحداب مکتبہ اشرفی بکڈپو دیوبند میں ہے۔ "الاباحة اصل" اس قدر تمہید کے بعد یہ ظاہر ہوگیا کہ کسی چیز کے جواز کے لیے قرآن وحدیث سے دلیل پیش کرنا ضروری نہیں بلکہ جو اس کو ناجائز وحرام کہے وہ دلیل لائے، یہ اعداد یعنی ۷۸۶، اور ۹۲، بہت سے ممالک اور علاقوں کے مسلمانوں کے عرف میں ایک زمانہ سے رائج ہیں، جو بطریقہ ابجد "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" اور اسم رسالت مآب "محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ خطوط ورسائل اور ان مقامات میں استعمال کئے جاتے ہیں جہاں اسم جلالت یا اسم رسالت کی بے حرمتی یا پھر کما حقہ عظمت نہ پائے جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ بھلا اس نیت محمودہ کے ساتھ ان اعداد کے استعمال کو کون ناجائز کہے گا؟ ہاں جس کو شرک وبدعت کے سوا کچھ ہضم ہی نہ ہوتا ہو وہ ضرور اپنی ہفوات کے ذریعہ "سواد اعظم" کے مسلمات سے انحراف کرے گا، مگر اس کے انحراف سے شریعت اسلامیہ کے

اصول وضوابط پر کوئی حرف نہیں آتا، اس کی بیمار عقل کی جعلسازیاں ضرور رسواء زمانہ ہوجاتی ہیں، دیوبندی، وہابی جو ہر اس کام کو شرک وبدعت ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگائے رہتے ہیں جو ان کی اندھی اور اوندھی سمجھ میں نہ آئے وہ بھی اپنی صدہا کتابوں کے تاریخی نام رکھے ہیں یوں ہی اگر ان کا کوئی گرومر جائے تو اس کے مرنے پر قطعات تاریخ اور بہت سے تاریخی مادے نکالتے، چھاپتے، بولتے اور استعمال کرتے ہیں مگر وہاں ان کو نہ شرک سوجھتا ہے اور نہ بدعت ہی نظر آتی ہے کوئی جوان سور ماؤں سے سوال کرے کہ ان تاریخی مادوں کا قرآن وحدیث ودور صحابہ وتابعین میں کیا ثبوت ہے؟ اگر ہے تو بیان کرو ورنہ ڈرو اس دن سے جہاں حقیقت بے نقاب ہوجائے گی اور مسلمانوں کے اسلامی طریقہ سے روگردانی بلکہ استہزاء کی سزا سہنی پڑے گی؟

کسی لفظ یا کلمہ کے اعداد نکالنا آج سے نہیں بلکہ بہت پہلے سے اسلامیانِ عالم کے یہاں شائع وذائع ہے۔ یہ دیکھو امام بخاری علیہ الرحمہ کے سیرت نگاران کی ولادت مبارکہ کے لیے لفظ "صدق ۱۹۴" مدتِ حیات کے لیے لفظ "حمید ۶۲"، اور وفات کے لیے لفظ "نسور ۲۵۶" سے اعداد نکالتے اور بیان کرتے ہیں، جن کو وہابیہ نہ صرف پڑھتے بلکہ بار بار اپنی کتابوں میں چھاپتے بھی ہیں، تو آخر یہاں بدعت وشرک کا جعلی فتویٰ کیوں نہیں چسپاں کیا جاتا؟ بات دراصل یہ ہے کہ نجدی خمیر ہی یہ ہے کہ جیسے بھی ہو اسلامی رسومات اور شعائر کو مٹاؤ اسی میں انگریزی آقاؤں کی خوشنودی اور رضامندی ہے۔ أفٍ للوهابية ولما تصنعون۔

خیال رہے کہ جو چیز بوقتِ ضرورت جائز ہوتی ہے وہ بقدر ضرورت ہی جائز ہوئی ہے، اب چونکہ یہاں تسمیہ واسم رسالت کے اعداد کا استعمال ایک ضرورت کے تحت تھا جیسا کہ گذر چکا، اور وہ ضرورت صرف لکھنے ہی میں تھی پڑھنے میں نہیں، نیز ہر جگہ لکھنے میں بھی نہیں بلکہ کچھ مقامات میں جہاں بے حرمتی وغیرہ کا زیادہ اندیشہ رہتا ہے وہاں ضرورت تھی تو اب پڑھنے کی جگہ ان اعداد کا استعمال کرنا اہل عرف کی غرض سے جاہل ہونا بلکہ عرف سے ایک طرح جنگ مول لینا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

اشتیاق احمد قادری

خادم الجامعۃ القادریہ، بریلی شریف

☆☆☆

نعت شریف

از حضرت سید مبشر علی صاحب محسنؔ قبلہ علیہ الرحمہ، بریلی شریف
خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان، بریلی شریف

گردشِ تقدیر پھرتی تھی لئے دردر مجھے
فضل سے اللہ کے اب مل گیا یہ گھر مجھے

جارہا ہوں چار کے کاندھوں پہ ہمراہ جلوس
دیکھنا ہے ان کا جلوہ قبر میں جاکر مجھے

جلوۂ شاہِ مدینہ صاف آتا ہے نظر
قبر کی تنہائی بھی ہے عید سے بڑھ کر مجھے

قبر سے اٹھوں گا پڑھتا الصلوٰۃ والسلام
بخشوا کر لے چلیں گے شافع محشر مجھے

حکم ہوگا جام کوثر دیدو پینے کے لیے
جب کہ دیکھیں گے پیاسا ساقیِ کوثر مجھے

کس محبت سے پلائیں گے وہاں کوثر کا جام
ابو بکر وعمر عثمان وحیدر مجھے

میرے مولیٰ میری مجبوری پر کرم کیجئے ذرا
کردیا افکار دنیا نے بہت ششدر مجھے

ہے ہجوم دشمناں ننھی سی تنہا جان پر
دیجئے اب تو تسلی از پئے حیدر مجھے

سختیٔ محشر کا محسنؔ نہیں اب ڈر ذرا
مفتیٔ اعظم سا جب کہ مل گیا رہبر مجھے

☆☆☆

قادیانیت دیوبند کی خانہ ساز ''نبوت'' کا نام

مصنف: خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضرت مفتی عبدالوہاب خاں قادری رضوی
تبصرہ: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

ختم نبوت کا انکار دار العلوم دیوبند سے شروع ہوا اور صاف لکھ دیا کہ بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا پیدا ہونا ممکن مانا، نیز یہ پہلے بتا دیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں، آخری نبی جاننا عوام کا خیال ہے۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی (جنہیں بانی دار العلوم دیوبند کہا جاتا ہے) جن کے متعلق مولوی حسین احمد صدر المدرسین دیوبند فرماتے ہیں۔

''حضرت مولانا شمس الاسلام والمسلمین، حجۃ اللہ علی العالمین، مرکز دائرۃ التحقیق وتدقیق، قطب افلاک الحکم واسرار التشریع والتخلیق مولانا محمد قاسم النانوتوی الحھی صدیقی''۔ (الشہاب الثاقب، صفحہ ۲۷، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

دیوبندی دین میں ان کے مراتب عالیہ بغور خوض ملاحظہ فرمایئے اوران کا کلام نرالا نظام ملاحظہ ہو، مولوی محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں۔

''اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو، سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت با اعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی (بکواس) کا وہم ہے'' (تحذیر الناس، صفحہ ۲، ۳، کتب خانہ اعزازیہ، دیوبند اور تحذیر الناس، ص ۴، ۵، مطبوعہ ۱۹۷۶ء دار الاشاعت مقابل مولوی، مسافر خانہ، کراچی)

مولوی قاسم صاحب اس عبارت میں دعویٰ کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء، سابق کے زمانے کے بعد اور آپ آخری نبی نہیں ہیں کیونکہ یہ عوام کا خیال ہے۔ اہلِ فہم دانشمندوں کے نزدیک اول وآخر آنے میں کوئی فضیلت نہیں۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔ (تحذیر الناس، صفحہ ۲۴، کتب خانہ اعزازیہ دیوبند اور مطبوعہ ۱۹۷۶ء تحذیر الناس صفحہ ۳۴، دار الاشاعت، کراچی)

غور طلب امر یہ ہے کہ اللہ عزوجل " خاتم النبیین "فرمائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" فرمائیں اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ مجتہدین اور اولیاء کاملین، سلفِ صالحین، علماء عالمین اور سارے مسلمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانے کے بعد اور آخری نبی ہونے پر ایمان لائیں۔ بانی دار العلوم دیوبند نے سب کو عوام کی صف میں کھڑا کر کے اہلِ فہم یعنی دانشمندوں کے مقابل ٹھہرایا اور معاذ اللہ سب کو جاہل اور ناسمجھ بتایا اور اپنی نبوت کے لیے میدان ہموار کیا۔ یہ تو موت کے شکنجہ میں گرفتار ہو کر قید خانہ ابدی کو سدھارے، ان کے فرزندار جمند غلام احمد قادیانی نے ان کی موت کے بعد نبوت کا دعویٰ کر دیا اور دلیل اس عبارت کو بنایا لہٰذا جماعتِ احمدیہ آج بھی اس عبارت کو دلیل میں پیش کرتی ہے اور اپنی کتاب ''آیت خاتم النبیین اور جماعت احمدیہ کا مسلک'' میں بطور سند تحریر کرتے ہیں۔

''مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء فرماتے ہیں، عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ھے ھاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کھئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت بااعتبار تاخرِ

زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی۔(تحذیر الناس، صفحہ۳)

نوٹ: بالا اعبارت خاص طور پر پڑھنے کے لائق ہیں، وہ کیا فرق ہے جوعوام اور اہلِ فہم کے مذہب میں ہے اور اہل اسلام کو کیا بات گوارا نہیں؟ موازنہ فرمائیے اور جماعت احمدیہ کا مذہب، مذہب اہلِ فہم اور اہلِ اسلام والا ہے یا مخالفین جماعت کا؟ (آیت خاتم النبیین اور جماعت احمدیہ کا مسلک، پیشکش وقف جدید انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان، صفحہ۲۲)

معلوم ہوا کہ قادیانی دین کو دارالعلوم دیوبند نے جنم دیا اس سے قبل قادیانیت معدوم اور مفقود تھی۔ ختم نبوت ایمانی اور ایقانی عقیدہ ہے، عہدِ رسالت سے لے کر جب تک اسلام باقی ہے اور مسلمان موجود ہیں ان سب کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین آخری نبی ہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانے کے بعد ہے اور آپ آخری نبی ہیں، مگر دارالعلوم دیوبند کے بانی اس کو عوام کا خیال یعنی بے علم نادانوں کا خیال کہہ کر اہل فہم یعنی دانشمندوں کے خلاف بتایا۔(الاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

دیوبندی دین میں مولوی رشید احمد گنگوہی کا منصب محتاج تعارف نہیں لیکن عامۃ المسلمین کی بارگاہ میں بطور یادداشت عرض ہے، یہ دیکھئے مولوی حسین احمد صاحب صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند، مولوی رشید احمد گنگوہی کے درجاتِ فاضلہ اس طرح بیان فرماتے ہیں، ھوالھذا۔

”حضرت مولانا شمس العلماء العلمین، بدر الفضلاء الکاملین، ابوحنیفہ الزمان، جنید الدوران، امام ربانی، محبوبِ سبحانی، جناب مولوی حافظ حاجی رشید احمد گنگوہی“ (الشہاب الثاقب، صفحہ۸۵، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

بار بار پڑھئے اور سر دھنیے!

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، رشید احمد گنگوہی کے متعلق فرماتے ہیں۔

”قطب عالم، قدوۃ العلماء، غوث الاعظم، اسوۃ الفقہاء وجامع الفضائل والفواضل العالیہ، مجمع الصفات والخصائل الھیۃ السنیہ، حامی دین مبین، مجدد زمان، وسیلتنا الی اللہ الصمد والذی لم یلد ولم یولد، شیخ المشائخ مولانا الحافظ الحاج المولوی رشید احمد صاحب گنگوہی“

(تذکرۃ الرشید، جلد اول، ص۲، مکتبہ بحر العلوم این پی ۱۶، غلام شاہ اسٹریٹ جونا مارکیٹ، کراچی)

بغور ملاحظہ کیجئے اور گنگوہی صاحب کے فضل وکمال کی داد دیجئے۔

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی محمد الیاس صاحب کاندھلوی، مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق فرماتے ہیں۔

”حضرت گنگوہی اس دور کے قطب ارشاد اور مجدد تھے“ (ملفوظات الیاس، صفحہ۱۲۳، مرتب مولوی محمد منظور نعمانی، مکتبہ رشیدیہ ساہیوال)

یہی مولوی رشید احمد گنگوہی ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ اس زمانے میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ چنانچہ عاشق الٰہی میرٹھی تحریر فرماتے ہیں۔

”آپ (رشید احمد) نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمائے، سن لو! حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر“۔(تذکرۃ الرشید، جلد دوم، صفحہ۱۷، مکتبہ بحر العلوم، کراچی)

مولوی رشید احمد گنگوہی یہ نہیں کہتے کہ میں حق کہتا ہوں بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ سن لو، حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے، اس کے سوا کچھ بھی وہ وہ حق نہیں اور قسم کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ پھر ایک مرتبہ نہ فرمایا بلکہ کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ فرمایا یعنی اشاعت وتشہیر کے لیے بار بار فرمایا کہ اہلِ دنیا کو بتادو کہ اب ہدایت ونجات موقوف ہے رشید احمد گنگوہی کے اتباع پر، قرآن وحدیث کی ضرورت نہیں، شریعت مطہرہ کی حاجت نہیں۔ لاحول ولا قوۃ۔ نوٹ: قرآن کہتا ہے کہ "من یطع الرسول فقد اطاع اللہ" جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی اور ایسے شخص کے لیے "فقد فاز فوزاً عظیماً" یعنی سب سے بڑی کامیابی اور نجات کا مژدہ سنایا لیکن دیوبندیوں کے غوث اعظم فرمارہے ہیں نجات کا دار ومدار ان کی اتباع پر ہے۔

تبصرۂ مدیر: اپنی زبان سے صرف حق جاری ہونے کا بقسم دعویٰ سوائے انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے کوئی بشر نہیں کرسکتا، قرآن مجید فرقان حمید کی آیت بینات اس حقیقت پر شاہد عدل ہیں۔ سید الانبیاء امام المرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ یہ واضح اعلان فرما رہا ہے۔

وما ینطق عن الهویٰ. ان هو الا وحی یوحی (النجم ۵۳:۲تا۴)

''اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے''۔ (کنز الایمان)

اسی لیے سید عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ ''اس ذات اقدس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میری زبان پر سوائے حق کے کوئی کلمہ جاری نہیں ہوتا'' (مفہوم)

ملاحظہ فرمائیں کہ یہ کیسی ستم ظریفی اور ڈھٹائی ہے کہ قرآن معظم اور حدیث مبارک میں جوامر یا منصب، نبوت کی اعلیٰ ترین صفت افضل الانبیاء، سرورِ ہر دوسرا علیہ السلام کے خصائص کے طور پر بیان کی جارہی ہے، وہی صفت دیوبندی حضرات کے قطب عالم اور مجدد زمان، مولوی گنگوہی صاحب زبان نبوت کے مقدس اور من جانب اللہ وحی شدہ الفاظ کو آگے پیچھے کر کے خود اپنی ذات اور نفس کی بڑائی ظاہر کرنے کے لیے بے دریغ استعمال کررہے ہیں۔ گویا در پردہ خود اپنی ذات کے لیے ''اجرائے نبوت'' کی راہ ہموار کی جارہی ہے (العیاذ باللہ)

دوسرے یہ کہ اللہ عزوجل نے ہر زمان اور مکان کے جن وانس کے لیے ہدایت ونجاتِ ابدی کا دارومدار صرف اور صرف ہادی برحق رہبر اعظم سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے محبت اور آپ کی سچی اتباع کو ٹھہرایا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فالذین اٰمنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذی انزل معه اولئك هم المفلحون۔ (الاعراف ۷،۱۵۷)

''تو جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا، وہی بامراد (یعنی نجات یافتہ) ہوئے'' (کنز الایمان)

پھر مزید ارشاد ہوتا ہے۔

فاٰمنوا بالله ورسوله النبی الامی الذی یؤمن بالله وکلمٰته واتبعوه لعلکم تهتدون۔ (الاعراف ۷،۱۵۷)

''تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں، اور ان کی غلامی کرو کہ راہ (ہدایت) پاؤ'' (کنز الایمان)

دیوبندی حضرات کے غوث اعظم (یاد رہے کہ دیوبندی عقیدے میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو فریادرس، غوث اعظم کہنا شرک ہے) شریعتِ اسلامی کے اس اٹل حکم کی تکذیب کرتے ہوئے ببانگ دھل یہ فرعونی حکم صادر فرمارہے ہیں ''سن لو! (خبردار) اس زمانے میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر''

بعد میں غلام قادیانی کذاب نے بھی گنگوہی صاحب کی پیروی کرتے ہوئے یہی لب ولہجہ اختیار کیا اور دعویٰ کیا کہ ''خدا کی قسم حق وہی ہے، جو غلام احمد کی زبان سے نکلتا ہے'' اور پھر اس گستاخ نے اس قرآنی آیت "وبالاحق انزلناه وبالحق نزل" میں ردوبدل کرتے ہوئے یوں پڑھا "وبحق انزلناه بالقادیان وبحق نزل" (نعوذ باللہ من ذالک) اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان کیا کہ۔

''اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں میری اتباع کا حکم دیا ہے''

آپ نے مذکورہ بالا سطور میں ملاحظہ کیا کہ مولوی حسین احمد مدنی (مدن پوری) صدر المدرسین دار العلوم دیوبند مولوی الیاس کان دہلوی اور مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، صاحب ''تذکرۃ الرشید'' نے جناب گنگوہی صاحب کی شان میں وہ تمام القابات بیان کئے ہیں جو گزشتہ ۱۲ سو برسوں سے امت مسلمہ کے اکابر علماء اور اولیاء کرام کے لیے علیحدہ علیحدہ مخصوص اور ان سے منسوب ہیں اور آج بھی ان القاب کے زبان پر آنے سے انہی مقدس شخصیات کے اسم ہائے گرامی ایک مسلمان کے ذہن میں آتے ہیں، جب کہ ان میں کے بعض القابات کا استعمال دیوبندی مذہب میں شرک سمجھا جاتا ہے، مثلاً ''غوث الاعظم'' جب بھی بولا، سنایا، پڑھا، یا لکھا جائے گا تو معاً ایک مسلمان کا ذہن پیران پیر دستگیر سیدنا محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارکہ کی طرف جائے گا۔ ''امام ربانی'' کے لقب سے فوراً ذہن حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت عالی کی طرف جائے گا۔ محبوب سبحانی بھی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ کے لیے مسلمان صدیوں سے سنتے، بولتے اور لکھتے چلے آئے ہیں۔ لیکن دیوبند کے ایک اور عظیم فرزند جن کو دیوبند حضرات ''شیخ الہند'' کے القاب سے یاد کرتے ہیں، جناب مولوی محمود الحسن دیوبندی صاحب مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کے ولایتِ عظمیٰ کے مذکورہ بالا مقامات کی سیر سے مطمئن نظر نہیں آتے ہیں لہٰذا انہوں نے اپنے شیخ گنگوہی

صاحب کے درجات کو بلند سے بلند تر کرنے کے لیے نبوت بلکہ ''رب العالمین'' کے منصب تک پہنچانے کی ناکام سعی فرمائی۔ مولوی گنگوہی صاحب کے مرکر مٹی میں مل جانے کے بعد شیخ محمود الحسن صاحب نے ان کے دوطویل اور پرسوز مرثیے لکھے ہیں (واضح ہو کہ دیوبندی مذہب میں سید الشہداء امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہنا، لکھنا اور پڑھنا حرام ہے۔ (ملاحظہ ہوں، فتاویٰ رشیدیہ) طوالت کے خوف سے جس کے صرف دوشعر پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) خدا ان کا مربی، وہ ''مربی تھے خلائق'' کے
مرے مولا، مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

(۲) مردوں کو زندہ کیا، زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

ملاحظہ ہو پہلے شعر میں گنگوہی صاحب کو ''مربی خلائق'' کہا جو ہم معنی ہے ''رب العالمین'' کا۔ حکیم الامت دیوبند شیخ اشرف علی تھانوی صاحب نے ''رب العالمین'' کا یہی ترجمہ فرمایا یعنی ''مربی ہر ہر عالم کے'' خلائق میں تمام عالم شامل ہیں۔

دوسرے شعر میں شیخ محمود الحسن صاحب دیوبندی حضرات کی طرف سے یہ عقیدہ ہے دے رہے ہیں کہ دیوبند حضرات کے ''شیخ کل'' جناب گنگوہی صاحب کا مرتبہ سیدنا و نبینا حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہیں۔ برتر و بالا ہے۔ اس لیے کہ حضرت روح اللہ علیہ السلام نے تو صرف مردوں کو زندہ کیا تھا، لیکن بقول محمود الحسن صاحب ان کے ''شیخ کل'' نے مردوں کو تو زندہ کیا ہی لیکن زندوں کو بھی مرنے نہ دیا، اس مقام پر ایک قاری حیرت واستعجاب میں ڈوب جاتا ہے کہ جو شخص خود مرکر مٹی میں مل گیا وہ کیسے اللہ کی زندہ مخلوق کو موت سے روک سکتا ہے۔ جب کہ مزید لطف یہ ہے کہ جو شخص اپنے ''شیخ کل'' کی یہ نام نہاد کرامت بیان کر رہا ہے وہ خود بھی چند مہینوں کے بعد مرکر مٹی میں مل جاتا ہے، ان کے شیخ کل انہیں مرنے سے نہ بچا سکے۔ بادی النظر میں بھی دیکھا جائے تو اس شعر میں سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ التحیۃ والثناء کی کھلی ہوئی اہانت ہے۔ (العیاذ باللہ نقل کفر کفر نہ باشد)

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے ہم عصر غلام قادیان کذاب کے بھی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہی گستاخانہ عقیدہ تھا۔ چنانچہ وہ ایک شعر میں کہتا ہے۔ (نقل کفر کفر نہ باشد)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

ملاحظہ فرمائیں دونوں اشعار کے تیور اور موضوع ایک ہی ہیں یعنی نبی اللہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین وتذلیل (العیاذ باللہ)

ناطقاں سر بہ گریباں اسے کیا کہیئے؟

دیوبندیت اور قادیانیت کی اس مماثلت کو کیا نام دیا جائے یہ تو قارئین ہی فیصلہ کریں گے، اتفاقیہ؟

یا درونِ خانہ ملی بھگت؟؟؟

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے!!!

قادیانیوں کی نظر دیوبندی ''غوث اعظم'' کی مذکورہ عبارات اور ''مرثیہ گنگوہی'' پر نہیں گئی ورنہ جس طرح انہوں نے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کے عزیز جانی مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی عبارت کو تا صبح قیامت بطور سند اپنی تائید کے واسطے محفوظ کرلیا ہے اسی طرح وہ ان مذکورہ عبارات اور اشعار کو بھی اپنی کاذب موقف کے لیے صفحہ قرطاس پر محفوظ کر لیتے اور اسے آنکھوں سے لگاتے۔ کسی نے سچ کہا کہ دیوبند کا ہر شیخ، جب اس کو پڑھا جائے تو ''شیخ بولعجب'' نکلتا ہے، فلسفی اسلام، شاعر مشرق، علامہ اقبال نے ان شوخ طبیعت شیوخ کے بارے میں یونہی تو نہیں فرمایا

ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست!

تعجب تو یہ کہ ''خانہ ساز نبوت'' کے بتوں کے امین بن کر دیوبندی حضرات کس طرح ''مقام ختم نبوت'' کے تحفظ کی بات کرتے ہیں ان بتوں کو مسمار کر کے ان سے بیزاری کا کھلم کھلا اعلان ہی ان کے دعویٰ کی صداقت کی پرکھ ہے۔ اسی میں ان کے ایمان کی حفاظت ہے اور یہی عمل مسلمانوں کی ملکی اور عالمی سطح پر شیرازہ بندی کا سبب بھی بن سکتا ہے جو وقت کی اہم ضرورت ہے۔ جتنا وقت گزرتا جائے، مسلم امہ میں انتشار وافتراق بڑھتا جائے گا اور اسلام دشمن قوموں کے مسلمانوں پر مسلط ہونے کے مواقع قوی سے قوی تر ہوتے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ گمراہوں کو ہدایت اور ہدایت یافتہ کو استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

☆☆☆

ترجمہ: محترم ملک احمد سرور

اسلام کے خلاف خفیہ صلیبی منصوبے

ایک امریکی نو مسلمہ کی زبانی

یہ کہانی کہ میں دین حق ''اسلام'' کی طرف کیسے لوٹی، اسلام کے خلاف بنائے گئے منصوبوں کی داستان ہے میں نے خود منصوبے بنائے، جس گروپ سے میرا تعلق تھا اس نے بھی اسکیمیں تیار کیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے منصوبے بنائے۔ اور اللہ ہی بہترین منصوبہ ساز ہے۔ جب میں نوعمر (Teenager) تھی تو میں ایک ایسے گروپ کی توجہ کا مرکز بن گئی جو انتہائی گم راہ کن ایجنڈا رکھتا تھا۔ حکومتی عہدوں پر کام کرنے والے افراد کی یہ ایک ڈھیلی ڈھالی ایسوسی ایشن تھی جس کا ایک مخصوص ایجنڈا تھا کہ اسلام کو تباہ کرنا ہے۔ یہ حکومت کا تشکیل کردہ گروپ نہ تھا بلکہ امریکی حکومت میں مختلف عہدوں پر کام کرنے والے افراد نے ازخود یہ ایسوسی ایشن بنائی ہوئی تھی اور یہ لوگ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اپنے حکومتی عہدوں کا بھر پور استعمال کرتے تھے۔

چوں کہ میں خواتین کے حقوق کے لیے کام کرنے والی ایک فعال کارکن کی حیثیت سے نمایاں پوزیشن رکھتی اس لیے اس گروپ کے ایک رکن نے مجھ سے رابطہ قائم کیا۔ ''مشرق وسطیٰ'' پر زور دیتے ہوئے اس نے پیشکش کی کہ اگر میں ''بین الاقوامی تعلقات'' میں تعلیم حاصل کروں تو وہ مجھے مصر کے امریکی سفارت خانہ میں ملازمت کی گارنٹی دیتا ہے۔ اس کی خواہش تھی کہ مصر میں امریکی سفارت خانے میں تعیناتی کے دوران میں اپنے حکومتی عہدے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مصری خواتین سے تعلقات قائم کروں اور خواتین کے حقوق کے سلسلے میں جو تحریک پر نکال رہی ہے اس کی حوصلہ افزائی کروں۔ میرے خیال میں یہ ایک عظیم نظریئے اور میرے دل کی آواز تھی۔ میں مسلم خواتین کو ٹی وی پر دیکھ چکی تھی اور میرے علم کے مطابق معاشرے میں یہ مظلوم اور پسا ہوا طبقہ تھا، میں ان خواتین کی بیسویں صدی کے آزاد معاشرے اور روشنی کی طرف رہنمائی کرنا چاہتی تھی۔

اسی عزم وارادے کے ساتھ میں نے کالج میں داخلہ لیا اور تعلیم حاصل کرنی شروع کردی۔ میں نے قرآن، حدیث اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا۔ میں نے ان طریقوں کا بھی خصوصی مطالعہ کیا جن کے مطابق ان معلومات کو اسلام کے خلاف استعمال کرنا تھا۔ میں نے سیکھ لیا کہ اپنے مقاصد کے لیے الفاظ کو کس طرح گھما کر کام میں لانا ہے۔ یہ ایک بہت ہی قیمتی ہتھیار تھا۔ تاہم جب میں نے مطالعہ شروع کیا تو اسلام کے پیغام نے مجھے مسحور کردیا تھا۔ اس کے اندر فہم وفراست، دانائی اور حکمت تھی۔ مجھے تو اس نے چونکا دیا۔ ان اثرات کے سد باب کے لیے میں نے عیسائیت کی کلاسوں میں باقاعدگی سے جانا شروع کردیا۔ میں نے کلاسوں کے لیے اس پروفیسر کا انتخاب کیا جس کی شہرت بہت اچھی تھی اور اس نے ہارورڈ یونیورسٹی سے علوم الٰہی (یعنی مذہب) میں پی ایچ ڈی کی ہوئی تھی۔ میں نے محسوس کیا کہ میں بہت اچھے ہاتھوں میں آگئی ہوں مگر جو میں نے سوچا تھا ایسی کوئی بات نہ نکلی۔ یہ پروفیسر تو توحید پرست (موحد) عیسائی نکلا۔ وہ تو عقیدہ تثلیث پر یقین ہی نہ رکھتا تھا اور نہ یسوع مسیح کی الوہیت کو مانتا تھا۔ در حقیقت وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف ایک پیغمبر تسلیم کرتا تھا۔

اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لیے اس نے بائبل کے یونانی، عبرانی اور آرامی ذرائع سے حوالے دیئے اور بتایا کہ کہاں کہاں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ جب مجھے وہ سب بتا رہا تھا تو اس

نے ان تاریخ واقعات کو بھی بیان کیا جو ان تبدیلیوں کو لانے اور پیروی کا باعث بنے۔ جب میری یہ کلاس مکمل ہوئی تو میرا دین تباہ ہو چکا تھا لیکن میں اسلام کو قبول کرنے کے لیے اب بھی تیار نہ تھی۔ گزرتے وقت کے ساتھ میں نے اپنی ذات اور مستقبل میں ذریعہ معاش کی خاطر تعلیم جاری رکھی۔ اس میں تین سال کا عرصہ لگا۔ اس دوران میں مسلمان سے ان کے عقائد کے بارے میں سوال پوچھتی رہی۔ جن افراد سے میں نے سوال پوچھے ان میں سے ایک مسلمانوں کی ایک جماعت کا رکن تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس بھائی نے دین میں میری دلچسپی کو محسوس کیا اور میری اسلامی تعلیم کے لیے ذاتی کوششیں کیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کا بہترین اجر دے۔

ایک دن اس نے مجھ سے رابطہ کیا اور بتایا کہ شہر میں مسلمانوں کا ایک گروپ آیا ہے۔ یہ اس کی خواہش تھی کہ میں ان سے ملوں۔ میں نے ملاقات کے لیے حامی بھر لی اور عشاء کی نماز کے بعد ان سے ملنے کے لیے گئی۔ مجھے ایک کمرے میں لے جایا گیا جس میں کم از کم ۲۰ر آدمی بیٹھے ہوئے تھے ان سب نے میرے بیٹھنے کے لیے باپردہ جگہ بنائی۔ مجھے بڑی عمر کے ایک پاکستانی کے سامنے بیٹھنے کے لیے باپردہ جگہ دی گئی۔ یہ بھائی عیسائی مذہب کے بارے میں علم کا سمندر تھے۔ میں اور وہ بائبل اور قرآن کے مختلف حصوں پر صبح تک بحث کرتے رہے۔ اس نے عیسائیت کے بارے میں مجھے جو باتیں بتائیں، دوران تعلیم میں وہ جان چکی تھی مگر اس دانا آدمی نے مجھ سے وہ بات کہی جو کسی دوسرے مسلمان نے نہ کہی تھی۔ اس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ گزشتہ تین سال سے میں اسلام پر تحقیق و جستجو کر رہی تھی مگر کسی نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت نہ دی تھی۔ مجھے پڑھایا گیا، دلائل دیئے گئے اور بعض مواقع پر میری تذلیل بھی کی گئی مگر کسی نے اسلام قبول کرنے کی دعوت نہ دی۔ اللہ ہم سب کی رہنمائی فرمائے۔ جب اس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو مجھے ایک جھٹکا سا لگا۔ میں نے محسوس کیا کہ یہی صحیح وقت ہے، میں جانتی تھی کہ یہی سچ ہے اور جلد فیصلہ کر لینا چاہئے۔ الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے میرا ذہن کھول دیا اور میں نے کہا "ہاں! میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں"۔ اس کے ساتھ ہی اس نے عربی میں مجھے کلمۂ شہادت پڑھایا اور انگریزی میں اس کے معنی بھی بتائے۔ اللہ کی قسم جب میں نے کلمۂ شہادت پڑھا تو میں نے اپنی ذات میں عجیب ترین احساس کو پایا میں نے محسوس کیا کہ جیسے میرے سینے سے بہت بڑا بوجھ اتار دیا گیا ہے۔ میں نے ایسے سانس لیا جیسے اپنی زندگی میں پہلی بار سانس لیا ہو۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ایک نئی زندگی دی، ایک صاف ستھری تختی کی طرح اور جنت میں جانے کا سنہری موقع عنایت کیا، میں نے دعا کی کہ اے میرے اللہ میری زندگی کے بقیہ ایام تیرے احکام کے مطابق گزریں اور موت مسلمان کی موت کے طور پر ہو۔ (آمین)

یہی مسلمان بہن حجاب کے بارے میں لکھتی ہیں۔

"بطور غیر مسلم مغربی سوسائٹی میں رہتے ہوئے نظریہ "شرم وحجاب" کی میرے ذہن میں کوئی خاص اہمیت نہ تھی۔ اپنی نسل کی دیگر خواتین کی طرح میں بھی اسے دقیانوسی اور ایک فضول چیز شمار کرتی تھی۔ مجھے ان مسلمان عورتوں پر ترس آتا جو برقعہ پہنے ہوتی تھیں یا پھر "بیڈ شیٹ" لپیٹے سڑکوں پر چلتی نظر آتی تھیں۔ میں حجاب والی چادر کو بیڈ شیٹ ہی کہتی تھی۔

میں ایک جدید عورت تھی۔ تعلیم یافتہ اور روشن خیال، میں حقیقی سچائی کے بارے میں کچھ نہ جانتی تھی۔ میں مسلم دنیا کے کسی بھی گاؤں کی سماجی طور پر کچلی ہوئی مسلمان عورت سے زیادہ لاچار تھی۔ میں اس لیے لاچار نہ تھی کہ میرے اندر طرز حیات اور کپڑوں کے انتخاب کی اہلیت نہ تھی بلکہ خلش اور بیچارگی یہ تھی کہ "اپنی سوسائٹی کو کہ یہ حقیقت میں کس کے لیے ہے" جاننے کی اہلیت نہ رکھتی تھی۔ میرے لیے یہ نظریہ پریشان کن تھا کہ "عورت کا حسن و جمال عوامی ملکیت ہے اور شہوانی تعریف و توصیف کو احترام دیا جانا چاہئے"۔

جب اللہ تعالیٰ نے میری رہنمائی فرمائی اور میں نے حجاب پہنا

توبالآخر اس ماحول سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوگئی جس میں رورہی تھی۔ میں اس سوسائٹی کو اس کے اصل رنگ وروپ میں دیکھنے کی اہل بھی ہوگئی۔ اب میں دیکھ سکتی تھی کہ اس سوسائٹی میں سب سے زیادہ قدر ان خواتین کی ہے جو عوام کے سامنے اپنے آپ کو سب سے زیادہ ننگا کردیتی ہیں مثلاً اداکارائیں، ماڈل گرلز اور ڈانسرز وغیرہ۔ مجھے اب یہ بھی نظر آرہا تھا کہ مردوں اور خواتین میں تعلقات کا جھکاؤ نامناسب طور پر مردوں کی طرف ہے۔ میں جان گئی کہ میں مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے والا لباس پہنتی تھی اور یہ کہہ کر میں اپنے آپ کو بے وقوف بنانے کی کوشش کرتی تھی کہ اس سے میں نے اپنے آپ کو خوش کیا ہے لیکن تلخ حقیقت یہی تھی کہ جو بات مجھے خوش کرتی تھی وہ اس آدمی کی زبان سے میری تعریف ہوتی تھی جسے میں پرکشش سمجھتی تھی۔

اب میں جانتی ہوں کہ ایک فرد جو کبھی صاف ستھرا نہیں رہا۔ اس کے پاس یہ جاننے کا کوئی طریقہ نہیں ہے کہ وہ گندا ہے۔ اسی طرح میں یہ دیکھنے کے قابل نہ تھی کہ میں مظلوم ہوں، یہاں تک کہ میں اتنی پچھی ہوئی سوسائٹی کی تاریکیوں سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آگئی۔ اسلام کے نور نے جب سچ کو روشن کیا تو میں بالآخر ان سیاہ دھبوں کو دیکھنے کے قابل ہوئی جن کو ہمارے مغربی فلسفیوں نے چھپا رکھا تھا۔ اپنے معاشرے کی اخلاقی اقدار اور اپنی ذات کی حفاظت ظلم نہیں ہے بلکہ ظلم یہ ہے کہ خواہشات نفس کے تحت اپنے آپ کو گندی دلدل میں پھینک کر یہ کہا جائے کہ یہ گندگی نہیں ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کی شکر گزار ہوں جس نے سر پر دوپٹہ پہننے کے بعد مجھے ایک پہچان دی۔ میں ان لوگوں سے دور ہوتی گئی جو کسی طرح بھی میرے ذہن، میری روح اور دل سے ہٹ کر میری شناخت کرتے تھے۔ جب میں نے سر کو ڈھانپ لیا تو میں حسن وجمال کے اشتعال کے باعث ہونے والے استحصال سے بچ گئی۔ جب میں نے سر کو ڈھانپا تو لوگوں نے دیکھا کہ میں اپنا احترام کرتی ہوں تو وہ بھی میرا احترام کرنے لگے۔ جب میں نے سر چادر سے ڈھانپ لیا تو بالآخر میں نے سچائی کے لیے اپنے ذہن کو استعمال کیا۔ سب سے اہم عنصر جس نے مجھے اس مذہب کی طرف کھینچا وہ یہ حقیقت ہے کہ اسے دلائل ومنطق کی بنیاد پر سمجھا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں محسوس کرتی ہوں کہ بے شمار مسلمان والدین اپنے بچوں کے سامنے اسلام کی تعلیمات واحکامات کی صحیح طور پر وضاحت نہ کرکے بہت نقصان پہنچاتے ہیں۔ بچوں سے عموماً کہا جاتا ہے کہ "ہم کہہ رہے ہیں اس لیے یہ مانو۔ تم عرب یا پاکستان جیسے ملک کی اپنی تہذیب کے مطابق کام کرو"۔ بنی نوع انسان کی یہ فطری خواہش ہے کہ وہ "یہ کیا کرتے ہیں، کیوں کرتے ہیں" کو سمجھے۔ اسلام اس لیے ایک عظیم مذہب ہے کہ یہ ہماری ذہنی اور جذباتی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ یہ سب کچھ بہت سادگی سے کرتا ہے کیونکہ یہ سچ ہے۔ سچائی کو سمجھنا اور اس کا دفاع کرنا ہمیشہ آسان ہوتا ہے۔

جب اپنے بچوں کو تعلیم دیں تو دلائل ومنطق سے اپنی بات ان کے ذہنوں میں بٹھائیں۔ جیسے ہم نے تعلیم پائی تھی ان شاء اللہ وہ بھی قبول کریں گے۔ تاہم دلیل کے ساتھ یہ بات ضرور آنی چاہئے کہ ہمیں جو کام بھی کرنا ہے صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لیے کرنا ہے، مثلاً ہم جانتے ہیں کہ ہم سور کا گوشت نہیں کھاتے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے نہ کھانے کا قرآن میں حکم دیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سور کے گوشت سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی ضرورت ہے کہ یہ باتیں بچوں کو بتائی جائیں۔ جوں جوں وہ بڑے ہوں گے تو ان کی فہم وفراست بھی بڑھے گی۔ اس کے بعد انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے ساتھ ساتھ ان احکام کی حکمت اور نفع ونقصان بھی سمجھانا ہوگا۔ سور کے گوشت سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے آگاہ کریں۔ اس جانور کی گندی عادتوں کے بارے میں بتائیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے احکام کی حکمت کو وہ آسانی سے سمجھ جائیں گے۔ (بہ شکریہ منارٹ، کراچی)

☆☆☆

حقیقتِ بیعت اور شرائطِ مرشد

محمد عبد الرشید قادری، پیلی بھیتی

بیعت ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے اور عہد نامہ کا نام ہے۔ جیسا کہ مشائخ طریقت اپنے ہاتھ مریدوں کے ہاتھوں پر رکھتے اور توبہ واستغفار کی تلقین کرتے ہیں۔ اور مریدوں سے یہ عہد لیتے ہیں کہ اللہ ورسول کا حکم مانو اور اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کرو نافرمانی مت کرو۔ ہر برائی سے بچو۔ وہابیت، غیر مقلدیت، رافضیت، قادیانیت، خارجیت وغیرہ فرقہائے باطلہ سے دور رہو، ان کو اپنے سے دور رکھو۔ بہر حال مرید ہونا ایک ضروری امر ہے جو ہر شخص پر لازم ہے۔ اور چونکہ یہ دنیا وآخرت کی بھلائی اور برکت کا ذریعہ ہے۔ اس لیے بیعت سے پہلے پیر میں مندرجہ ذیل شرطوں کا دیکھ لینا ضروری ہے کہ جن کے بغیر پیری اور مریدی درست ہی نہیں ہوسکتی۔ وہ شرائط یہ ہیں۔

(۱) پیر صحیح العقیدہ متصلب فی الدین پکا سنی ہو اس کے عقائد مذہب اہل سنت وجماعت کے موافق ہوں ورنہ ایمان بھی ہاتھ سے جائے گا۔ (۲) پیر عالم ہو یعنی اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتابوں سے حاصل کرسکے (۳) فاسق معلن نہ ہو کیونکہ فاسق کی توہین واجب اور پیر کی تعظیم ضروری ہے۔ (۴) پیر صحیح المسلک ہو یعنی اس کا سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو۔ جس پیر میں مذکورہ بالا شرائط پائے جائیں اس سے مرید ہوجائے اور اگر پیر میں مذکورہ شرائط میں سے ایک بھی کم ہو اس کی بیعت جائز نہیں اور اگر کسی نے غلطی سے ایسے پیر کی بیعت کرلی تو اس پر لازم ہے کہ اس کی بیعت توڑ دے اور کسی لائق وفائق جامع شرائط پیر سے مرید ہوجائے۔ اللہ توفیق دے آمین۔

اب ہم ذیل میں حضرت سید میر عبد الواحد بلگرامی رضی اللہ عنہ کی مشہور ومعروف کتاب سبع سنابل شریف سے بیعت سے متعلق آپ کے وہ ارشادات مبارکہ واقوال نادرہ پیش کررہے ہیں جو ہر ایک طالب صادق کے لیے نشانِ منزل اور بے قرار دل کے لیے باعثِ سکون ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

● مریدی دین اور ایمان کی چار دیواری ہے اور ہر مسلمان کو اپنے دین کی فکر رہتی ہے (سبع سنابل شریف ص ۱۰۹)

● ہمارا سر تا پا وجود گناہ ہے اور مرید ہوجانا ہر گناہ کے لیے پناہ گاہ ہے۔ ایضاً ص ۱۰۹، بہت جلد کسی پیر کا ہاتھ پکڑ لے کہ بغیر پیر کے مرجانا مردار موت کے مانند ہے ایضاً ص ۱۰۸

● تو کب تک چاہے گا کہ بغیر پیر کے رہے اس ٹالتے رہنے میں مصیبت ہی مصیبت ہے ایضاً ص ۱۰۸

● اگر تیرا کوئی پیر ومرشد نہیں تو تیرا پیر شیطان ہے جو دین کے راستوں میں دھوکے اور چالوں سے ڈاکہ ڈالتا ہے ایضاً ص ۱۰۸

● بیعت کرنا ہر شخص کے ہاتھ پر زیبا نہیں ہے کہ کھوٹے سکے سوائے غم بڑھانے کے کسی کام نہیں آتے ایضاً ص ۱۰۸

● اے عزیز بیعت صحیح ہونے کی ایک شرط طریقت میں سلف کی اجازت ہے دھوکے سے کھوٹے سکے کو مت چلا۔ اس لیے کہ یہ نا خلف اور بگڑے ہوئے لوگوں کا راستہ ہے ایضاً ص ۱۱۱

● جو شخص حقیقت کے مقام سے گر جاتا ہے وہ طریقت پر رک جاتا ہے اور جو طریقت سے گرتا ہے شریعت پر ٹھہر جاتا ہے اور جو شریعت سے گرا گمراہ ہوا اور گمراہ شخص پیر بننے کے لائق نہیں ص ۱۱۵

● جو شخص اپنی کرامتوں پر شیخی بگھارتا ہو تو سمجھ لو کہ وہ کتے کی طرح بھوبھوں کرتا ہے، ص ۱۱۷

● مرید کو چاہئے کہ اپنے تصرفات پیر کے ہاتھ پر چھوڑ دے اس لیے کہ جو مردہ زندہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے اسے اختیار ہی کب ہوتا ہے، ص ۱۲۶

● مریدانِ صادق کو اپنے پیر ومرشد کے ذکر میں بھی حلاوت ایمان حاصل ہوتی ہے ص ۱۳۹

● سب سے زیادہ نادان اور احمق ہے وہ شخص جو خلافت لے اور کچھ بھی اس کی اہلیت نہ رکھتا ہو اور ایسے کو خلافت دینے والا بھی یقیناً سخت بدلحاظ ہے۔ ص ۱۴۴

● باطن کے دروازوں کے کھولنے اور تمام مشکلوں کے حل کرنے کی کنجی پیروں اور مرشدوں کی جانب سچی توجہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ ص ۱۵۵

● اگر بیعت بدعت ہوتی تو سلف ہرگز اس کو راہ عرفان کا رہبر نہ بناتے اور بزرگوں پر بدعت کی بدگمانی کرنا گمراہی ہے، لہٰذا بیعت کو باطل سمجھنا خود ہی باطل ہے۔ ملخصاً ص ۱۸۶

☆☆☆

مزارات پرحاضری کے آداب اور ضروری تنبیہ

محمد عبد الرشید قادری ، پیلی بھیتی

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے مختلف فتوؤں سے حاضری کے آداب کچھ اس طرح ثابت ہیں کہ جب کسی بزرگ کے مزار شریف پر جائے تو پاک وصاف ہو۔ ہو سکے تو باوضو ہو۔ پائتی کی جانب سے داخل ہو۔ یا داہنی جانب سے داخل ہو کر سلام عرض کرے مزار شریف سے چار ہاتھ دور کھڑا ہو۔ یا بیٹھے چونکہ اس میں ادب ہے اور جو کچھ پڑھنا ہے پڑھے۔ جیسے قرآن عظیم کی تلاوت، درود شریف، نعت ومنقبت وغیرہ پھر فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب نذر کرے۔ یوں چاہے جتنی دیر صاحب مزار سے فیض حاصل کرے۔ اور دل میں یہ یقین جانے کہ یہ ہماری بات سن رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں بزرگوں کے مزارات پر ادب کے ساتھ حاضری دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، یہاں اجمالاً بیان کیا گیا تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت کی کتب مبارکہ کا مطالعہ کریں۔ **ضروری تنبیہ:** سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے غنیۃ کے حوالے سے فرمایا کہ یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا کیسا ہے۔ بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور صاحب قبر کی جانب سے جس وقت وہ گھر سے (جانے کا ارادہ کرتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں، سوائے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا رسالہ مبارکہ ۔ بنام (مزارات پر عورتوں کی حاضری) ملاحظہ فرمائیں اب جب کہ ثابت ہوگیا کہ عورتوں کا مزارات پر جانا ناجائز وگناہ ہے تو پھر ہمارے بھائیوں کو چاہئے کہ اپنی بیوی اور ماں بہنوں کو مزارات پر جانے سے روکیں ورنہ یاد رکھیں کہ عورتوں کی اس حرکتِ قبیحہ کا خمیازہ تمہیں بھی بھگتنا پڑے گا کیا تمہیں

نہیں معلوم کہ ایک عورت تین مردوں کو جہنم میں ڈلوا کر پھر خود جہنم میں جائے گی وہ اس طرح کہ قیامت کے روز عورت اللہ کے حضور میں پیش ہوگی اس سے اسلام اور اسلام بجالانے کا سوال ہوگا وہ جواب میں کہے گی کہ ا میرے ماں باپ نے احکامِ اسلام نہ سکھائے تو پھر پہلے ا باپ کو بلایا جائے گا اور صرف اس بنا پر دوزخ میں ڈالنے ہوگا کہ تو نے اپنی بیٹی کو احکام دینی کیوں نہیں سکھائے۔ ا اس کے بھائی کو بلایا جائے گا اور اس کو بھی صرف اس بنا میں بھیجنے کا حکم ہوگا کہ تو نے اپنی بہن کو احکام دینی کیو سکھائے پھر اس کا خاوند بلایا جائے گا اور اس کو بھی صرف لیے جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا کہ تو نے اپنی بیوی کو احکام رسول کیوں نہیں سکھائے۔ اللہ اللہ مگر آج کا انسان احکام تو درکنار خود بھی نہیں جانتا کہ احکام اسلام کیا کیا ہیں ا صرف اور صرف روپیہ پیدا کرنے اور پیٹ پالنے کی فکر جیسا کہ عورتوں کا نان ونفقہ وغیرہ تمہارے اوپر لازم ہے ہی احکام اسلام ان کو سکھانا عمل کرانا تمہارے اوپر لازم اور رب کائنات قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے یایھا ا آمنُوا قُوآ اَنفُسَکُم وَاھلیکُمْ نارا وقوُدھا ال والحجَارۃُ۔ یعنی اے ایمان والو اپنی جانوں اور ا والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھ اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ہم پر لازم ہے کہ ہم خو سے بچیں اور اطاعت خدا ورسول کریں اور اپنے گھر وا بقدر قدرت برائی سے روکیں اور احکام خدا ورسول پر عمل ک کی کوشش کریں۔ چونکہ اس آگ سے خود بچنے اور بچانے ک صورت ہے اور آخرت میں ہم اپنے سجادہ ومجاورین حض سے گذارش کریں گے کہ وہ بھی رومال چادر اور چراغی وغیر چندسکوں کے لالچ میں نہ آکر کے عورتوں کو احاطۂ مزار میں نہ ہونے دیں۔ اور بھی جس طرح سے ہو سکے عورتوں کی حرکت پر کنٹرول کریں چونکہ اس میں قوم وملت کی بھلائی

جب از روئے شرع عورتوں کو مزارات پر جانے اور مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھنے سے روک دیا گیا تو پھر بازار اور عید و بقرعید ومحرم کے موقع پر جو میلا لگتا ہے اس میں ودیگر میلوں میں عورتوں کا جا کر خرید وفروخت کرنا یا گھومنا اور زیادہ بلاکت خیز بدرجہ اولی ناجائز وحرام اور جہنم میں جانے کا کام ہے، اور اب کچھ دنوں سے بعض جگہوں پر بالخصوص شہر میں بارہویں شریف کے موقع پر عورتیں روشنی اور سجاوٹ یعنی ڈیکوریشن دیکھنے کی غرض سے نکلتی ہیں اور بڑی بے حیائی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ یاد رکھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کا جشن ولادت منانے سے کبھی خوش نہیں ہو سکتے اور اس شب میں بعض مرد بھی کچھ لہو ولعب میں مبتلا نظر آتے ہیں ان سے بھی ہم کہیں گے کہ وہ اپنی حالت کو درست کریں اور ایک فعل حسن ومستحبہ میں قباحت کو داخل کرنے کی کوشش نہ کریں اور ہم اپنے علماؤں مقررین حضرات سے بھی عرض کریں گے کہ وہ جشن ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم منائیں اعلیٰ حضرت نے بھی بڑے پیارے انداز میں فرمایا ہے۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
تم اگر جلتے ہو تو جلتے رہوگے
عمر بھر عید میلاد النبی یونہی مناتے جائیں گے

جشن ولادت منائیں اور ضرور منائیں چونکہ اس سے اسلام کی عظمت شان ظاہر ہوتی ہے اور ہمیں امید ہے کہ اللہ اس کے صدقے میں ہماری بخشش فرمائے گا مگر اس میں داخل شدہ غیر اسلامی حرکتوں پر سختی سے کنٹرول کریں چونکہ اس سے قائلین عدم جواز کو انگشت نمائی اور طعنہ زنی کا موقع فراہم ہوتا ہے اور اسلام ومسلمانوں کی بدنامی بھی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں غیر اسلامی وغیر شرعی افعال سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور احکام اسلام سیکھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ثم آمین! بجاہ سید المرسلین۔

نعت شریف

مدد کرتے ہیں درماندوں کی وہ حال پریشاں میں
چھپا لیتے ہیں مضطر کو وہ رحمت بھری کے داماں میں
پس مردان لحد میں جب مری تشریف لائیں گے
ہلال عید قرباں ہوگا بس گور غریباں میں
مرید شیخ نجدی اس مزے سے ہے نہیں واقف
وہ بندہ دیو کا ہے دیو ہے اس کے ایماں میں
ہوا ہے پانی آیا مشک میں حبشی ہو انوری
کیا اک مشک سے سیراب پیاسوں کو بیاباں میں
کیا لڑکی کو اچھا اور یمن کے شاہ کو مومن
طبیب وذاکر عاجز تھے جس لڑکی کے درماں میں
اشارے سے قمر چیرا ہوئی خورشید کو رجعت
کیا اندھے کو بینا ہے یہ سب جولان کے امکاں میں
گل زہرا ہوں جس کی اور گل حسنین ہوں جس کے
کوئی تختہ دیکھا ہے سید ایسا گلستاں میں

نعت شریف

یہ سعدی کا کہنا درست وبجا ہے
حبیب خدا اشرف انبیاء ہے
وہ نور الہدیٰ ہے وہ کہف الوریٰ ہے
ہیں سب اس کے پرتو وہ نور خدا ہے
مکاں لامکاں میں انہیں کی ضیا ہے
بہر نوع وہ ہر سمت جلوہ نما ہے
شب قبر کا اور محشر کے دن کا
وہ بدر الدجیٰ ہے وہ شمس الضحیٰ ہے
ہم ان کے ہیں لاریب وہ ہیں خدا کے
خدا تک پہنچنے کا یہ سلسلہ ہے
وہ اسریٰ کی شب تھی کہ سیر الی اللہ
تدلیٰ کے جلوؤں میں گم ماطغیٰ ہے
بڑی اس کی چشم خدا آبرو ہے
جو سر ان کے در پر ادب سے جھکا ہے
مدینہ کا ہر ذرہ اللہ اکبر
مریض محبت کو خاک شفا ہے
نگاہوں میں پھرتا ہے وہ سبز گنبد
تصور میں کچھ ایسا نقشہ کھنچا ہے
مدینے کے او جانے والے ادب سے
ہر اک گام پر تجھ کو سجدہ روا ہے
کہیں مجھ سے احباب وہ دن بھی آئے
اٹھو سید طیبہ قریب آ گیا ہے

از سید محمد میاں، قصبہ بہیڑی ضلع بریلی شریف

رسول اعظم وجہ تخلیق کائنات ہیں

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قال اللّٰہ تعالیٰ فی القرآن الحکیم۔ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للّٰہ رب العلمین۔ الرحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین۔ ایاک نعبد وایّاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیم غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین۔ اٰمین۔

حضرت عزت جل جلالہٗ اپنی کتاب کریم وذکر حکیم میں اپنے بندوں پر اپنی رحمت تامہ فرماتا اوران کو اپنے دربار تک وصول کا طریقہ بتاتا ہے یہ سورۂ مبارکہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے بندوں کو تعلیم فرمائی اور خود ان کی طرف سے ارشاد ہوئی ابتدا اس کی اور تمام سورۂ قرآن کی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے فرمائی گئی۔ اول حقیقی اللہ عزوجل ہے۔

ھو الاول والاٰخر والظاھروالباطن وھو بکل شیئٍ علیم

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا اسم جلالت اللہ سے ہونی چاہئے کہ اللہ الرحمٰن الرحیم ،مگر ابتدا یوں فرمائی گئی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وہ جو اول حقیقی اللہ کا علم ذات ہے کہ ذات واجب الوجود مستجمع جمیع صفات کمالیہ پر دال ہے۔ اس سے پہلے اسم کا لفظ لائے اور اس پر بے کا حرف داخل فرمایا۔ گویا اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ اپنی الوہیت وحدانیت وہویت میں بے غایت ظہور سے بے غایت بطون میں ہے۔ بندوں کو اس تک وصول محال کسی کی عقل کسی کا وہم کسی کا خیال اس تک نہیں پہنچتا جس کا نام اللہ ہے۔ وہ پاک ومنزہ ہے اس سے کہ اس تک فکر و وہم کا وصول ہو سکے۔ ایسی مخفی وباطن سے اس تک وصول کے علامت درکار اور اسم کہتے ہیں علامت کو جو دلالت کرے ذات پر تو اسم اللہ ذریعہ ہو وصال کا اور اسم جب کہ نام ٹھہرا اس شے کا جو دلالت کرنے والی ہے ذات پر ذات پاک ہے۔ اس سے کہ اسے کسی شے کی حاجت ہو ضرور ہے کہ ذات پر دلالت کرنے کے لیے تین چیزیں ہونی چاہئیں۔ ایک ذات ہو دوسرا اس کا غیر ہو۔ تیسرا بیچ میں کوئی واسطہ ہو جو دلالت کرے اس غیر کو اس ذات کی طرف وہ ذات ذات الٰہی ہے اور وہ غیر یہ تمام عالم مخلوقات اور اسم اللہ کو اللہ پر دلالت کرنے والا ہے۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو گویا ابتدا ہی نام اقدس سے فرمائی گئی۔ اپنے نام پاک سے پہلے نام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لایا جاتا ہے کہ ذریعہ وصول ہوئے۔ اسم اللہ تمام مخلوقات کے لیے جو ازل سے ابد تک وجود میں لائی گئی۔ ذات اقدس کی طرف دال ہے۔ اس واسطے کہ تمام جہان کو اللہ کی طرف ہدایت حضور ہی نے فرمائی۔ حضور ہی ہادی ہیں مخلوق الٰہی کے یہاں تک کہ انبیائے کرام ومرسلین عظام کے بھی ہادی ہیں تو حضور کے سوا جتنے ہادی ہیں دلالت مطلقہ سے موصوف نہیں ہو سکتے کہ انہوں نے تمام مخلوق کو دلالت کی ہو ان کو کسی نے دلالت نہ کی ہو۔ ایسا نہیں۔ اگر وہ امتوں کے دال ہیں تو حضور کے مدلول ہیں۔ دلالت مطلقہ خاص حضور اقدس ہی کے لیے ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام غیر اللہ کو اللہ کی طرف جس نے دلالت کی وہ محمد رسول اللہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوقات الٰہی میں کچھ تو وہ ہیں جو اللہ سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے۔ کچھ وہ ہیں جو علاقہ رکھتے ہیں وسائط کے ساتھ۔ مگر دوسرا ان سے علاقہ نہیں رکھتا۔ مہدی ہیں۔ ہادی نہیں۔ یعنی ہادی بالذات نہیں۔ اگرچہ بالواسطہ ہادی ہوں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی الاطلاق ہادی ومہدی ہیں۔

کلمہ کی تین قسمیں ہیں۔ اسم ،فعل حرف، حرف نہ تو مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ فعل مسند ہوتا ہے۔ مسند الیہ نہیں ہوتا ہے اسم مسند بھی ہوتا ہے اور مسند الیہ بھی۔ تو وہ جو بے علاقہ ہیں۔ ذات الٰہی سے وہ حرف ہیں۔

ومنهم من يعبد الله علىٰ حرف فان اصابہٖ خيرن
أن به وان اصابته فتنة ن القلب على وجهه خسر
نيا والأخرة ذالك هو الخسران المبين.

کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ کو پوجتے ہیں کنارے پر تو اگر بھلائی گئی تو مطمئن رہے اور اگر کوئی آزمائش ہوئی تو کنارے پر رے ہی ہیں فوراً ایک قدم میں بدل گئے۔ پلٹ گئے۔ ان کو وآخرت دونوں میں خسارہ ہے۔

تو یہ نہ مسند ہیں نہ مسند الیہ کہ حرف ہیں اور وہ جو خود ذات الٰہی ے علاقہ رکھتے ہیں۔ مگر بالذات ان سے دوسرا علاقہ نہیں رکھتا وہ م مومنین وہادین کہ مسند ہیں مگر بالذات مسند الیہ نہیں وہ فعل ں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کریم بیشک مسند سند الیہ بالذات و بے وساطت ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ یہ وسلم اسم ہیں کہ ان کو اپنے رب سے نسبت ہے اور سب کو ان ے نسبت ہے اور یہی شان ہے اسم کی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ حبہ وبارک وسلم۔ اس کے خواص میں یہ بھی ہے کہ اس پر حرف ریف داخل ہوتا ہے اور تعریف کی حد ہے حمد اور حمد کی تکثیر ہے۔ سید اور اسی سے مشتق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ ارک وسلم۔ یعنی بار بار اور بکثرت بے شمار تعریف کئے گئے حمد ئے گئے۔ تو مخلوقات میں تعریف کے اصل مستحق نہیں مگر حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ وہی اصل جملہ کمالات ہیں۔ جس کو کمال ملا ہے وہ حضور ہی کے کمال کا صدقہ اور ظل و پرتو ہے۔ امام سیدی محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے قصیدہ ہمزیہ میں عرض کرتے ہیں۔

كيف ترقي رقيك الانبياء
ياسماۃ ما طاولتها سماء
لم يد الُوك فى علاك وقدها
ل سناً منل دونهم وسناء

انما مثلوا صفاتك للناس كما مثل النجوم الماء.

انبیاء حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ترقی کیسے پا سکیں ے وہ آسمان جس سے کوئی آسمان بلندی میں مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ہ حضور کے مراتب بلند کے قریب بھی نہ پہنچے۔ حضور کی رفعت روشنی حضور تک پہنچنے سے انہیں حائل ہوگئی۔ وہ تو حضور کی صفات کریمہ کا پرتو لوگوں کو دکھا رہے ہیں جیسے ستاروں کی شبیہ پانی دکھاتا ہے۔ حضور کی صفات کو نجوم سے تشبیہ دی کہ وہ لاتعد ولاتحصی ہیں انبیائے کرام غایت انجلا میں مثل پانی کے ہیں اپنی صفا کے سبب ان نجوم کا عکس لے کر ظاہر کرتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

حمد ہوا کرتی ہے مقابل کسی صفت کمال کے اور تمام صفات کمال مخلوقات میں خاص ہیں۔ حضور کے لیے باقی کو جو ملا ہے حضور کا عطیہ وصدقہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انما انا قاسم والله المعطى

بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا فرمانے والا ہے۔

کوئی تخصیص نہیں فرمائی کہ کس چیز کا عطا فرمانے والا اللہ ہے اور کس چیز کے حضور قاسم ہیں۔ ایسی جگہ اطلاق دلیل تعمیم ہے کونسی چیز ہے جس کا دینے والا اللہ نہیں تو جو چیز جس کو اللہ نے دی تقسیم فرمانے والے اس کے حضور ہی ہیں۔ جو اطلاق وتعمیم وہاں ہے یہاں بھی ہے جو جس کو ملا اور جو کچھ بٹا اور بٹے گا ابتدائے خلق ابد الآباد تک ظاہر وباطن میں، روح جسم میں، ارض وسما میں عرش فرش میں، دنیا وآخرت میں جو کچھ ہے اس سب کے بانٹنے والے حضور ہی ہیں۔ اللہ عطا فرماتا ہے اور ان کے ہاتھ سے ملتا ہے اور ملے گا۔ الی ابد الآباد۔ لہٰذا مخلوقات میں تعریف کے اصل مستحق یہ ہی ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

اسم کا خاصہ ہے جر، اور جر کے معنی ہیں کشش یعنی جذب فرمانا۔ یہ خاصہ ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا۔ کھینچنا دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک کھینچنا بلا مزاحمت کہ جس کو کھینچا جائے وہ کھنچ آئے دوسرا کھینچنا مزاحمت کے ساتھ کہ کھینچنے والا تو کھینچ رہا ہے اور یہ کھنچا نہیں چاہتا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انتم تتقحمون فى النار كانفراش وانا آخذ يحجزكم هلم الىٰ۔ تم پروانوں کی مانند آگ پر گرتے پڑتے ہو اور میں تمہارا کمربند پکڑے کھینچ رہا ہوں کہ میری طرف آؤ۔

یہ شان ہے جر یعنی کشش کی۔ اسم نحوی کا خاصہ جر من حیث

...وقوع ہے اور اسم اللہ کا من حیث الصدور۔ ہاں جران احوال ...کیفیات سے ناشی ہوتا ہے جن پر حروف جارہ دلالت کرتے ہیں ...وہ یہاں بروجہ اتم ہیں۔ مثلاً (باء) کے معنی ہیں الصاق یعنی ملانا یہ ...خاص کام ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک ...وسلم کہ خلق کو خالق سے ملاتے ہیں یا مِن کہ ابتدائے غایت کے ...لیے ہے یہ بھی خاص ہے حضور ہی کے لیے۔

یا جابران اللّٰه خلق قبل الاشیا نور نبیك من نوره

اے جابر تمام جہان سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے ...نور کو اپنے نور سے پیدا کیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ہر فضل وہر کمال حتی کہ وجود میں بھی ابتدا انہیں سے ہے۔ صلی ...اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

...الیٰ آتا ہے انتہائے غایت کے لیے۔ انتہائے کمال انہیں پر ...ہے ہر فرد۔ بلکہ ہر فرد کمال انہیں پر منتہی ہوتا ہے۔ اول الانبیاء بھی ...یہی ہیں اور خاتم النبیین بھی وہی۔ صلی الله تعالیٰ علیه ...وعلیٰ آله وصحبه وبارك وسلم۔

تلمسانی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ ایک ...بار جبریل امین حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور عرض کی السلام وعلیک ...یا اول، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا ظاہر۔ السلام علیک یا ...باطن۔ رب العزت نے قرآن عظیم اپنی صفت کریمہ فرمائی۔ هو ...الاوّلُ والاخرُ والظاهِرُ والباطنُ وهو بِكُلِّ شئٍ ...عليم. اس آیت کے لحاظ سے حضور نے جبریل سے فرمایا کہ یہ ...صفات میرے رب عزوجل کی ہیں۔ عرض کی یہ صفات اللہ عزوجل ...کی ہیں اس نے حضور کو بھی ان سے متصف فرمایا۔

...اللہ نے حضور کو اول کیا۔ تمام مخلوق سے پہلے حضور کے نور کو ...پیدا کیا اور اللہ نے حضور کو آخر کیا تمام انبیاء کے بعد مبعوث فرمایا ...اور حضور کو ظاہر۔ اپنے معجزات مبینہ سے کہ عالم میں کسی کو شک ...کی مجال نہیں۔ اور حضور کو باطن کیا۔ ایسے غایت ظہور سے کہ ...آفتاب اس کروردیں حصہ کو نہیں پہنچتا۔ آفتاب اور جملہ انوار انہیں ...کے پرتو ہیں۔ آفتاب میں شک ہوسکتا ہے اور ان میں شک ممکن ...نہیں۔ فرض کیجئے اگر ہم نصف النہار پر ایک روشن شرارہ آفتاب سے ...دور دیکھیں جسے اپنے گمان سے یقیناً آفتاب سمجھیں اور اس کی دھوپ بھی دوپہر ہی کی طرح پھیلی ہو، اور حضور فرمائیں یہ آفتاب نہیں، کوئی کرۂ نار کا شرارہ ہے۔ یقیناً ہر مسلمان صدق سے فوراً ایمان لائے گا کہ حضور کا ارشاد قطعاً حق وصحیح ہے۔ اور آفتاب سمجھنا میرے نگاہ وگمان کی غلط تصریح ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا یہی ہے، کہ آفتاب ہنوز معرض خفا میں ہے اور حضور پر اصلاً خفا نہیں۔ آفتاب سے کروڑوں درجہ روشن ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اور ان کا یہ غایت ظہور ہی غایت بطون کا سبب ہے۔ اور حضور کے بطون کی یہ شان ہے کہ خدا کے سوا حضور کی حقیقت سے کوئی واقف ہی نہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو اعراف الناس یعنی سب سے زیادہ حضور کے پہچاننے والے اس امت مرحومہ میں ہیں۔ اسی واسطے ان کا مرتبہ افضل واعلیٰ ہے معرفت الٰہی وہ معرفت محمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کو ان کی معرفت زائد ہے اس کو معرفت الٰہی بھی زائد ہے۔ صدیق اکبر جیسے اعرف الناس کو تمام جہان سے زیادہ حضور کی معرفت رکھتے ہیں ان سے ارشاد فرمایا یا اَبَا بَكر لَمْ يعرفنِي حقيقه غير ربي۔

اے ابوبکر جیسا میں ہوں سوا میرے رب کے اور کسی نے نہ پہچانا۔ باطن ایسے کہ خدا کے سوا کسی نے ان کو پہچانا ہی نہیں۔ اور ظاہر بھی ایسے کہ ہر پتہ ہر ذرہ شجر وحجر وحوش وطیور حضور جانتے ہیں۔ یہ کمال ظہور ہے۔ صدیق اپنے مرتبہ کے لائق حضور کو جانتے ہیں۔ جبریل امین اپنے مرتبہ کے لائق پہچانتے ہیں۔ انبیاء ومرسلین اپنے اپنے مراتب کے لائق۔ باقی رہا۔ حقیقۃً ان کو پہچاننا تو ان کا جاننے والا ان کا رب ہے۔ تبارک وتعالیٰ ان کا بنانے والا۔ ان کا نوازنے والا۔ ان کی حقیقت کے پہچاننے میں دوسرے کے واسطے حصہ ہی نہیں رکھا۔

بلاتشبیہ محب نہیں چاہتا کہ جو ادمحبوب کی اس کے ساتھ ہے وہ دوسرے کے ساتھ ہو۔ اللہ تمام جہان سے زیادہ غیرت والا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں۔

اِنَّهٗ لِغيُور وَاَنَا اَغيَرُ مِنهُ وَاللّٰهُ اَغيَرُ مِنِّي

وہ غیرت والا ہے اور میں اس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔

وہ کیونکر روا رکھے گا کہ دوسرا میرے حبیب کی اس خاص ادا پر مطلع ہو جو میرے ساتھ ہے۔ اسی واسطے فرمایا جاتا ہے جیسا میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا ہم توقوم نیام تسلوا عنه بالحلم ہی ہیں۔ سوتے ہیں خواب ہی میں زیارت پر راضی ہیں۔ انصاف یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی حقیقت اقدس کے لحاظ سے اسی کے مصداق ہیں۔ دنیا خواب ہے۔ اور اس کی بیداری نیند امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔

الناس نیام اذا ماتوا استهوا

لوگ سوتے ہیں جب مریں گے جاگیں گے۔

خواب اور دنیا کی بیداری میں اتنا فرق ہے کہ خواب کے بعد آنکھ کھلی اور کچھ نہ تھا اور یہاں آنکھ بند ہوئی اور کچھ نہ تھا۔ نتیجہ دونوں جگہ ایک ہے وَمَا الحیوٰۃ الدنیا اِلَّا مَتاعُ الغرور خواب میں جمال اقدس کی زیارت ضرور حق ہوتی ہے خود فرماتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتمثل بی

جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔

پھر لوگ مختلف اشکال واحوال میں دیکھتے ہیں کہ وہ اختلاف ان کے اپنے ایمان واحوال ہی کا ہے۔ ہر ایک اپنے ایمان کے لائق ان کو دیکھتا ہے۔ یونہی بیداری میں جتنے دیکھنے والے تھے۔ سب اس آئینۂ حق نما میں اپنے ایمان کی صورت دیکھتے ورنہ ان کی صورت حقیقیہ پر غیر الٰہیہ کے ستر ہزار پردے ڈالے گئے ہیں کہ ان میں سے اگر ایک پردہ اٹھا دیا جائے۔ آفتاب جل کر خاک ہو جائے جیسے آفتاب کے آگے ستارے غائب ہو جاتے ہیں اور جو ستارہ اس سے قران میں ہو احتراق میں کہلاتا ہے تو صحابہ کرام نے بھی خواب ہی میں زیارت کی نہ رب العزت کو بیداری میں دنیا میں دیکھ سکتا ہے۔ نہ جمال انور حضور اقدس کو۔ جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کو رب العزت جل وعلا کو بیداری میں چشم سر سے دیکھا۔ وہ دیکھنا دنیا سے ورا تھا کہ دنیا ساتویں زمین سے ساتویں آسمان تک ہے اور یہ روایت لامکاں میں ہوئی۔ بالجملہ اس وقت بھی ہر شخص نے اپنے ایمان ہی کی صورت دیکھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئینہ خدا ساز ہیں۔ ابوجہل لعین حاضر ہوکر عرض کرتا ہے "زشت نقشے نز نبی ہاشم شگفت" حضور فرماتے ہیں۔ صدقت تو سچ کہتا ہے۔ ابوبکر صدیق اکبر عرض کرتے ہیں۔ حضور سے زیادہ کوئی خوبصورت پیدا نہ ہوا۔ حضور بے مثل ہیں۔ حضور آفتاب ہیں۔ نہ شرقی نہ غربی۔ ارشاد فرمایا صَدَقتَ، تم سچ کہتے ہو۔ صحابہ نے عرض کی۔ حضور نے دو متضاد قولوں کی تصدیق فرمائی ارشاد فرمایا۔

گفت من آئینہ ام مصقول دوست
ترک ہندو درمن آن بیند کہ اوست

میں تو اپنے چاہنے والے رب تبارک وتعالیٰ کا اجالا ہوا آئینہ ہوں۔ ابوجہل کہ ظلمت کفر میں آلودہ ہے۔ اس کو اپنے کفر کی تاریکی نظر آئی اور ابوبکر سب سے بہتر ہیں انہوں نے اپنا نور ایمان دیکھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔ لہٰذا ذات کریم جامع کمال ظہور وکمال بطون ہے۔

ظہور کسی شئے کا جب ایک ترقی محدود تک ہوتا ہے وہ شئے نظر آتی ہے اور جب حد سے زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ چیز نظر نہیں آتی۔ آفتاب جب افق سے نکلتا ہے سرخی مائل کچھ بخارات وغبارات میں ہوتا ہے۔ ہر شخص کی نگاہ اس پر جمتی ہے۔ جب ٹھیک نصف النہار پر پہنچتا ہے۔ غایت ظہور سے باطن ہو جاتا ہے۔ اب نگاہیں اس پر نہیں ٹھہر سکتیں۔ خیرہ ہوکر واپس آتی ہیں۔ غایت ظہور پر پہنچا۔ جس کی وجہ سے غایت بطون میں ہوگیا۔ آفتاب کہ نام ہے ان کی گلی کے ایک ذرہ کا۔ وہ آفتاب حقیقت کہ رب العزۃ نے اپنی ذات کے لیے اس کو آئینہ کاملہ بنایا ہے اور اس میں مع ذات وصفات کے تجلی فرمائی ہے۔ حقیقت اس ذات کی کون پہچان سکتا ہے۔ وہ غایت ظہور سے غایت بطون میں ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔ اسی سبب سے نام اقدس میں دونوں رعایتیں رکھی ہیں۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکثرت اور بار بار غیر متناہی تعریف کئے گئے۔ اطلاق نے تمام تعریفوں کو جمع فرمالیا ہے۔ یہ تو شان ہے غایت ظہور کی اور نام اقدس پر الف لام

تعریف کا داخل نہیں ہوتا یعنی ایسے ظاہر ہیں کہ مستغنی عن التعریف ہیں۔تعریف کی ضرورت نہیں۔ یا ایسے بطون میں ہیں کہ تعریف ہو نہیں سکتی۔تعریف عہد یا استغراق یا جنس کے لیے ہے وہ اپنے رب کی وحدت حقیقیہ کے مظہر کامل اپنے جملہ فضائل وکمالات میں شرک سے منزہ ہیں امام محمد بوصیری بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

منزہ عن شریك فی محاسنہ
فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں۔ان کے حسن کا جوہر فرد قابل انقسام نہیں کہ یہاں جنسیت واستغراق نامتصور اور عہد فرع معرفت ہے اور ان کا ذاتاً وحقیقۃً کوئی پہچان ہی نہیں سکتا تو نام اقدس پر کہ علم ذات ہے لام تعریف کیونکر داخل ہو۔

جس طرح من، الیٰ جر کرتے ہیں۔اسی طرح کاف تشبیہ بھی جر کے لیے آتا ہے۔ذات الٰہی کمال تنزیہ کے مرتبے میں ہے اور تشابہات میں تشبیہات بھی وارد صحیح مذہب محققین کا یہ ہے کہ تنزیہ ہے اس کی ذات وصفات کے لیے اور تشبیہ ہے تجلیات کے لیے دونوں کو اس کریمہ میں جمع فرما دیا لیس کمثلہ شیٔ وھو السمیع البصیر "لیس کمثلہ شیٔ" کوئی شے اس کے مثل نہیں یہ تنزیہ ہوئی۔اور وھو السمیع البصیر" وہی ہے سننے دیکھنے والا یہ تشبیہ، جب تک اللہ نے عالم نہ بنایا تھا تو نہ عالم خیال میں نہ عالم مثال، بلکہ عالم تمثیل میں تجلی کے لیے ایک تشبیہ پیدا ہوئی جو عبارت ہے ذات اقدس سے۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔اور اللہ تعالیٰ متعالی ہے۔شبیہ سے۔ہاں پہلی تجلی جو فرمائی ہے اسی کا نام ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس تجلی کی اور تجلیات کی گئی ہیں، ان کا نام ہے انبیائے کرام ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام۔جس طرح امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے اوپر بیان ہوا۔

آگے فرمایا جاتا ہے الرحمٰن الرحیم مدح کا قاعدہ ہے کہ وہ اختصاص پر دلالت کرتی ہے الرحمٰن الرحیم سے پہلے لایا گیا الرحمٰن کہ رحمت کا مبالغہ رب تبارک وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہے پھر فرمایا گیا الرحیم یعنی مطلق رحمت ہی اس کے ساتھ خاص ہے۔رب العزت کی بے انتہا صفات ہیں یہ کیا ہے جن سے تمام صفات الٰہیہ کو رحمت کے پردے میں دکھایا۔القھار المنتقم نہیں فرمایا جاتا۔الرحمن الرحیم خالص رحمت دکھائی جاتی ہے یہ وہی آئینہ ذات الٰہی ہے جس میں صفات قہریہ بھی آکر خالص رحمت سے متلبس ہوجاتی ہیں وما ارسلنك الا رحمة للعلمین۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارك وسلم اولین کے لیے رحمت۔آخرین کے لیے رحمت، ملائکہ کے لیے رحمت، تمام مومنین کے لیے رحمت، یہاں تک کہ دنیا میں وہ کافرین ومشرکین منافقین مرتدین کے لیے بھی رحمت ہیں۔یہ لوگ بھی آج ان کی رحمت سے دنیا میں عذاب سے محفوظ ہیں۔ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔اللہ اس لیے نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے رحمت عالم تم ان میں ہو۔

اسی لیے ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ورفعنٰہ مکانا علیاً اختیار نہ فرمایا گیا۔حالانکہ ان کے غلام واہل محبت کی نعش تک آسمان پر اٹھالی گئی ہے۔

سیدی عمر بن الفارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگل میں ایک جنازہ دیکھا۔اکابر اولیاء جمع ہیں۔مگر نماز نہیں ہوتی۔انہوں نے تاخیر کا سبب پوچھا۔کہا امام کا انتظار ہے۔ایک صاحب کو نہایت جلدی کرتے ہوئے پہاڑ سے اترتے دیکھا۔جب قریب آئے معلوم ہوا کہ یہ وہ صاحب ہیں جن کے شہر میں لڑکے ہنستے اور جیتیں لگاتے ہیں۔وہ امام ہوئے سب نے ان کی اقتداء کی، نماز ہی میں بکثرت سبز پرندوں کا نعش کے آگے گرد مجمع ہوگیا۔جب نماز ختم ہوئی۔نعش کو اپنی منقاروں میں لے کر آسمان پر اڑتے ہوئے چلے گئے۔انہوں نے پوچھا۔جواب ملا یہ اہل محبت ہیں۔ان کی میت بھی زمین پر نہیں رہنے پاتی۔مگر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہیں تشریف رکھنا پسند فرمایا۔کہ خلق سے بے عذاب عالم سے آرام ہو۔

جنت تو حضور کی رحمت کا پرتو ہے ہی دوزخ بھی حضور کی رحمت سے بنی ہے کہ یہاں صفات قہریہ بھی رحمت ہی کی تجلی میں ہیں۔ جنت کا رحمت ہونا ظاہر حضور کے نام لیووں کی جاگیر ہے۔دوزخ کا بنانا بھی رحمت ہے۔دو وجہ سے دنیا میں بادشاہ کی اطاعت تین ذرائع سے ہوتی ہے۔اول بادشاہ اطاعت خاص اس لیے کہ وہ

بادشاہ ہے۔ دوسرے کچھ انعام کا لالچ دیا جاتا ہے کہ ہمارے احکام مانو گے تو یہ انعام ملیں گے یہ رحمت ہے تیسرے قاسی سرکش جو انعام کی پرواہ نہیں کرتے ان کو سزائیں سنا کر ڈرایا جاتا ہے کہ اطاعت نہ کرو گے تو زنداں میں بھیجے جاؤ گے۔ وہ انعام تو عین رحمت ہے اور یہ جو عذاب کا بھی رحمت ہے اس لیے کہ رحمت ہی سے ناشی ہے کہ جیل خانہ سے ڈر کر سزا کے مستحق نہ ہوں۔ اطاعت کریں انعام کے مستحق ہوں تو دوزخ بھی رحمت ہے کہ دنیا کو ڈر کے باعث گناہوں سے بچانے والی ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ کفار نے اللہ کے محبوبوں کو ایذا دی۔ ان کی توہین کی۔ رب العزت نے اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کے لیے دوزخ کو پیدا فرمایا۔ قدر ضد کی ضد سے معلوم ہوا کرتی ہے۔ گرمی کی قدر سردی سے۔ سردی کی گرمی سے چراغ کی اندھیرے سے معلوم ہوتی ہے کہ الاشیاء تعرف باضدادھا تو اہل جنت کو یہ دکھانا ہے کہ دیکھو اگر تم بھی محبوبانِ خدا کا دامن نہ تھامتے ان کی طرح تمہاری جگہ بھی یہی ہوتی۔ اس وقت محبوبان خدا کے دامن تھامنے کی قدر کھلے گی۔ واللہ الحمد وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارك وسلم اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد معدن الجود واکرم والِہٖ الکرام اجمعین۔

حضور تمام جہان کے لیے رحمت ہیں۔ رحمت الٰہی کے معنی ہیں بندوں کو ایصال خیر فرمانے کا ارادہ تو رحمت کے لیے جو چیزیں درکار ہیں ایک مخلوق جس کو خیر پہنچائی جائے دوسری خیر اور دونوں متفرع ہیں۔ وجود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اگر حضور نہ ہوتے نہ کوئی خیر کا پانے والا تو رحمت الٰہی کا ظہور نہ ہوا۔ مگر صورت وجود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں تمام نعمتیں۔ تمام کمالات تمام فضائل متفرع ہیں وجود پر اور تمام عالم وجود متفرع ہیں حضور کے وجود پر تو سب پر حضور ہی کے طفیل رحمت ہوئی ملک ہو خواہ نبی یا رسول جس کو جو نعمت ملی حضور ہی کے دست عطا سے ملی۔

حضور نعمت اللہ ہیں۔ قرآن عظیم نے ان کا نام نعمۃ اللہ رکھا ان الذین بدلوا نعمت اللہ کفراً کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں نعمت اللہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ ولہٰذا ان کی تشریف کا تذکرہ امتثال امر الٰہی ہے۔ قال تعالیٰ واما بنعمۃ ربك فحدث اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سب نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے۔ یہی تشریف آوری ہے جس کے طفیل دنیا، قبر، حشر، برزخ، آخرت، غرض ہر وقت ہر جگہ ہر آن نعمت ظاہر و باطن سے ہمارا ایک ایک رونگٹا متمتع اور بہرہ مند ہے اور ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اپنے رب کے حکم سے اپنے رب کی نعمتوں کا چرچا مجلس میلاد میں ہوتا ہے۔ مجلس میلاد آخر وہی شئے ہے جس کا حکم رب العزۃ دے رہا ہے واما بنعمۃ ربك فحدث۔ مجلس مبارک کی حقیقت مجمع المسلمین کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری وفضائل جلیلہ وکمالات جمیلہ کا ذکر سنانا ہے۔ بند یا رقعہ بانٹنا یا طعام وشیرنی کی تقسیم اس کا جز حقیقت نہیں نہ ان میں کچھ جرم اول دعوت الی الخیر ہے اور دعوت الی الخیر بیشک خیر ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

من احسن قولا ممن دعی الی اللہ

اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے۔ صحیح مسلم شریف میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من داعی الی ھدیٰ کان له الاجر مثل اجور من تبعه ولا ینقص ذالك من اجورھم شیئاً جو لوگوں کو کسی ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا بلاوا قبول کریں ان سب کے برابر ثواب اسے ملے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو۔

اور اطعام طعام یا تقسیم شیرینی برصلۂ واحسان صدقہ ہے اور یہ سب شرعاً محمود ان مجالس کے لیے ایک تمہیں نہیں ملائکہ بھی تداعی کرتے ہیں۔ جہاں مجالس ذکر شریف ہوتے دیکھی ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ آؤ یہاں تمہارا مطلوب ہے پھر وہاں سے آسمان تک چھا جاتے ہیں۔ تم دنیا کی مٹھائی بانٹتے ہو ادھر سے رحمت کی شیرینی تقسیم ہوتی ہے وہ بھی ایسی عام کہ نا مستحق کو بھی حصہ دیتے ہیں ھم القوم لا یشقی بھم جلیسُھُم ان لوگوں کے پاس بیٹھنے بھی بد بخت نہیں دیتا۔ یہ مجلس آج سے نہیں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود کی اور کرتے رہے اور ان کی اولاد میں برابر ہوتی

رہی۔ کوئی دن ایسا نہ تھا کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تعلیم ہی یہ فرمایا گیا کہ میرے ذکر کے ساتھ میرے حبیب ومحبوب کا ذکر کیا کرو۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم جس کے لیے عملی کارروائی یہ کی گئی کہ جب روح الٰہی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پتلے میں داخل ہوتی ہے آنکھ کھلتی ہے نگاہ ساق عرش پر ٹھہرتی ہے لکھا دیکھتے ہیں لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰه محمد رَّسُوْلُ اللّٰه (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم) عرض کی الٰہی یہ کون ہے جس کا نامِ پاک تو نے اپنے نامِ اقدس کے ساتھ لکھا ہے۔ ارشاد ہوا اے آدم وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا پیغمبر ہے۔ وہ نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا۔

لو لا محمد ما خلقتك ولا ارضا ولا سماء

اسی کے طفیل میں تجھے پیدا کیا۔ اگر وہ نہ ہوتا نہ تجھے پیدا کرتا اور نہ زمین وآسمان بناتا۔ تو کنیت اپنی ابومحمد کر۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم آنکھ کھلتے ہی نام پاک بتایا گیا پھر ہر وقت ملائکہ کی زبان سے ذکر اقدس سنایا گیا۔ وہ مبارک سبق عمر بھر یاد رکھا ہمیشہ ذکر اور چرچا کرتے رہے۔ جب زمانہ وصال شریف کا قریب آیا شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد فرمایا اے فرزند میرے بعد تو خلیفہ ہوگا۔ عماد تقویٰ وعروۂ وثقی کو نہ چھوڑنا العروۃ الوثقیٰ محمد صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم عروہ وثقی محمد ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جب اللہ کو یاد کرے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ضرور کرنا۔

فانی رایت الملئكة تذكره فی هو ساهاتما

کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا ہر گھڑی ان کی یاد میں مشغول ہیں اسی طور پر چرچا ان کا ہوتا رہا۔

پہلی انجمن روز میثاق جمائی گئی اس میں حضور کا ذکر تشریف آوری ہوا۔ واذاخذ اللّٰه ميثاق النبيين لما اٰتيتكم من كتب وحكمه ثم جاء كم رسول مصدق لما معكم لتومنن بِهٖ ولتنصرنه قال ا اقررتم واخذتم علی ذالكم اصری قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معكم من الشهدين فمن تولیٰ بعد ذالك فاولئك هم الفاسقون۔ جب عہد لیا اللہ نے نبیوں سے کہ بیشک میں تمہیں کتاب وحکمت عطا فرماؤں۔ پھر تشریف لائیں تمہارے پاس وہ رسول تصدیق فرمائیں ان باتوں کی جو تمہارے ساتھ ہیں۔ تم ضرور ان پر ایمان لانا۔ اور ضرور ضرور ان کی مدد کرنا قبل اس کے انبیاء کچھ عرض کرنے پائیں فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو آپس میں ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں، پھر جو کوئی اس اقرار کے بعد پھر جائے وہی لوگ بے حکم ہیں۔

مجلس میثاق میں رب العزت نے تشریف آوری حضور کا بیان فرمایا اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے سنا اور انقیاد واطاعت حضور کا قول دیا۔ ان کی نبوت ہی مشروط تھی۔ حضور کے متی وامتی بننے پر تو سب سے پہلے حضور کا ذکر تشریف آوری کرنے والا ہے۔ اللہ کہ فرمایا ثم جاء كم رسول پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائیں اور ذکر پاک کی سب میں پہلی مجلس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جس میں پڑھنے والا اللہ اور سننے والے انبیاء اللہ غرض اسی طرح ہر زمانے میں حضور کا ذکر ولادت وتشریف آوری ہوتا رہا۔ ہر قرن میں انبیاء ومرسلین آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر ابراہیم وموسیٰ داؤد وسلیمان وزکریا علیہم الصلوٰۃ والسلام تک تمام انبیاء ومرسلین اپنے اپنے زمانے میں مجلس حضور ترتیب دیتے رہے یہاں تک کہ وہ سب میں پچھلا ذکر شریف سنانے والا کنواری ستھری پاک بتول کا بیٹا جسے اللہ نے بے باپ کے پیدا کیا نشانی سارے جہان کے لیے یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لایا فرماتا ہوا۔ وبشرا برسول ياتی من بعدی اسمهٗ احمد۔ میں بشارت دیتا ہوں ان رسول کی جو عنقریب میرے بعد تشریف لانے والے ہیں جن کا نام پاک احمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم یہ ہے مجلس میلاد۔

جب زمانہ ولادت شریف کا قریب آیا تمام ملک وملکوت میں میلاد تھی۔ عرش پر محفل میلاد تھی، فرش پر محفل میلاد، ملائکہ میں مجلس میلاد ہو رہی تھی۔ خوشیاں مناتے حاضر آئے ہیں۔ سر جھکائے کھڑے ہیں۔ جبرئیل ومیکائیل حاضر ہیں۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام اس دولہا کا انتظار ہو رہا ہے جس کے صدقے میں یہ ساری برات بنائی گئی ہے سبع سمٰوٰت میں عرش وفرش پر دھوم ہے۔ ذرا انصاف

کرو تھوڑی سی مجازی قدرت والا اپنی مراد کے حاصل ہونے پر جس کا مدت سے انتظار ہو۔ اب وقت آیا ہے۔ کیا کچھ خوشی کا سامان نہ کرے گا وہ عظیم مقتدر جو چھ ہزار سال پیشتر بلکہ لاکھوں برس سے ولادت محبوب کے پیش خیمے تیار فرمارہا ہے اب وقت آیا ہے کہ وہ مرادالمرادین ظہور فرمانے والے ہیں یہ قادر علی کل شیٔ کیا کچھ خوشی کے سامان مہیا نہ فرمائے گا۔ شیاطین کو اس وقت جلن ہوئی تھی اور اب بھی جو شیطان ہیں جلتے ہیں اور ہمیشہ جلیں گے۔ تمام تو خوش ہورہے ہیں ان کے ساتھ تو ایسا دامن آیا کہ یہ گر رہے تھے اس نے بچالیا۔ ایسا سنبھالنے والا ملا کہ اس کی نظیر نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم۔

ایک آدمی ایک کو بچا سکتا ہے۔ کوئی قوی ہوگا زیادہ سے زیادہ بیس کو بچالے گا یہاں کروڑوں اربوں پھسلنے والے اور بچانے والے وہی ایک انا آخذ بججزکم عن النار هلم الي میں تمہارا بند کمر پکڑے کھینچ رہا ہوں۔ ارے میری طرف آؤ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم۔ یہ فرمان صرف صحابہ سے خاص نہیں۔ قسم اس کی جس نے انہیں رحمۃ للعالمین بنایا۔ آج وہ ایک ایک مسلمان کا بند کمر پکڑے اپنی طرف کھینچ رہے ہیں کہ دوزخ سے بچائیں صلی اللہ تعالیٰ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔ الحمد للہ کیا حامی پایا۔ اربوں سے بھی اربوں مراتب زائد گرنے والوں کو ایک اشارہ کفایت کررہا ہے تو ایسے کہ پیدا ہونے کا ابلیس اور اس کی ذریت کو جتنا غم ہو تھوڑا ہے۔ پہاڑوں میں ابلیس اور تمام مردہ سرکش قید کردیئے گئے تھے اسی کے پیرو اب بھی غم کرتے ہیں۔ خوشی کے نام سے مرتے ہیں۔ ملائکہ سبع سموٰات دھوم مچا رہے تھے عرش عظیم ذوق وشوق میں ہلتا تھا۔ ایک علم مشرق اور دوسرا مغرب اور تیسرا بام کعبہ پر نصب کیا گیا اور بتایا کہ ان کا دار السلطنت کعبہ ہے اور ان کی سلطنت مشرق سے مغرب تک، تمام جہان انہیں کی سلطنت انہیں کی قلمرو میں داخل ہے۔

اس مراد کے ظاہر ہونے کی گھڑی آپہنچی کہ اول روز سے اس کی محفل میلاد اس کے خیر مقدم کی مبارکباد ہورہی ہے۔ قادر علی کل شیٔ اس کی خوشی میں کیسے کچھ انتظام فرمائے ہوں گے۔ جبریل امین ایک پیالہ شربت جنت کا سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے مل کر عرض کریں گے۔

اظهر يا سيد المرسلين اظهر يا خاتم النبيين اظهر يا اكرم الاولين والآخرين۔

جلوہ فرمایئے اے تمام رسولوں کے سردار، جلوہ فرمائے اے تمام انبیا کے خاتم جلوہ فرمائے اے سب اگلوں پچھلوں سے زیادہ کریم یا اور الفاظ ان کے ہم معنی مطلب یہ ہے کہ دونوں جہان کے دولہا برات سج چکی اب جلوہ افروزی سرکار کا وقت ہے۔

فظهر رسول الله صلى اللّٰهُ تعالىٰ عليه وسلد كالبدر المنير

پس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوئے جیسے چودھویں رات کا چاند۔

ان لفظوں پر قیام ہوا جس میں متوجہ مدینہ طیبہ ہوکر یہ درود عرض کیا

الصلوٰة والسلام عليك يا رسول اللّٰه

درود وسلام حضور پر اے اللہ کے رسول

الصلوٰة والسلام عليك يا نبى اللّٰه

درود وسلام حضور پر اے اللہ کے نبی

الصلوٰة والسلام عليك يا حبيب اللّٰه

درود وسلام حضور پر اے اللہ کے پیارے

الصلوٰة والسلام عليك يا خير خلق اللّٰه

درود وسلام حضور پر اے تمام مخلوق الٰہی سے بہتر

الصلوٰة والسلام عليك يا سراج افق اللّٰه

درود وسلام حضور پر اے منتہائے آسمان الٰہی کے آفتاب

الصلوٰة والسلام عليك يا قاسم رزق اللّٰه

درود وسلام حضور پر اے رزق الٰہی کے تقسیم فرمانے والے

الصلوٰة والسلام عليك يا مبعوث بتيسر الله ورفق اللّٰه

درود وسلام حضور پر اے وہ کہ اللہ کی آسانی اور نرمی کے ساتھ بھیجے گئے

الصلوٰة والسلام عليك يا زينة عرش الله

درود وسلام حضور پر اے عرش الٰہی کی رونق

الصلوٰة والسلام عليك يا سيد المرسلين

درود وسلام حضور پر اے تمام رسولوں کے سردار

الصلوٰة والسلام عليك يا خاتم النبيين

درود وسلام حضور پراے انبیاء کے خاتم

الصلوٰة والسلام عليك يا شفيع المذنبين
درود وسلام حضور پراے گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے

الصلوٰة والسلام عليك يا اكرم الاولين والآخرين
درود وسلام حضور پراے تمام اگلے پچھلوں سے زیادہ کرم والے

الصلوٰة والسلام عليك يا نبی الانبياء
درود وسلام حضور پراے سب نبیوں کے نبی

الصلوٰة والسلام عليك يا عظيم الرجاء
درود وسلام حضور پراے وہ جن سے بڑی امید ہے

الصلوٰة والسلام عليك يا عميم الجود والعطاء
درود وسلام حضور پراے وہ جن کی بخشش وعطا سب پر عام ہے

الصلوٰة والسلام عليك يا ماحی الذنوب والخطاء
درود وسلام حضور پراے تمام گناہوں اور خطاؤں کے محو رمانے والے

الصلوٰة والسلام عليك يا حبيب رب الارض والسماء
درود وسلام حضور پراے مالک زمین وآسمان کے پیارے

الصلوٰة والسلام عليك يا مصحح الحسنات
درود وسلام حضور پراے نیکیوں کے درست فرمانے والے

الصلوٰة والسلام عليك يا نبی الحرمين
درود وسلام حضور پراے دونوں حرم کے نبی

الصلوٰة والسلام عليك يا مقبل العثرات
درود وسلام حضور پراے لغزشوں کے معاف فرمانے والے

الصلوٰة والسلام عليك يا سيد الكونين
درود وسلام حضور پراے دونوں جہانوں کے سردار

الصلوٰة والسلام عليك يا وسيلتنا فی الدارين
درود وسلام حضور پراے دونوں جہان میں ہمارے وسیلے

الصلوٰة والسلام عليك يا صاحب قاب قوسين
درود وسلام حضور پراے قاب قوسین والے

الصلوٰة والسلام عليك يا من زينة الله من كل زين
درود وسلام حضور پراے وہ جن کو اللہ نے ہر زینت سے آراستہ فرمایا

الصلوٰة والسلام عليك يا جد الحسن والحسين
درود وسلام حضور پراے حسن وحسین کے جد کریم

الصلوٰة والسلام عليك يا من نزه الله من كل شين
درود وسلام حضور پراے وہ جن کو ہر عیب سے پاک فرمایا

الصلوٰة والسلام عليك يا سر الله المحفوظ
درود وسلام حضور پراے اللہ کے محفوظ

الصلوٰة والسلام عليك يا در الله المكنون
درود وسلام حضور پراے اللہ کے پوشیدہ موتی

الصلوٰة والسلام عليك يا نور الاسئدة والعيون
درود وسلام حضور پراے دلوں اور آنکھوں کی روشنی

الصلوٰة والسلام عليك يا سرور القلب المحزون
درود وسلام حضور پراے دل غمگین کی خوشی

الصلوٰة والسلام عليك يا عال ما كان ومايكون
درود وسلام حضور پراے تمام گزشتہ وآئندہ کے جاننے والے

الصلوٰة والسلام عليك وعلىٰ الك واصحبك
درود وسلام حضور پراور حضور کے آل واصحاب

وابنك وحزبك واولياء امتك
اور بیٹے اور گروہ اور امت کے اولیاء اور دین

وعلماء ملتك وسائر اهل كلمتك اجمعين
کے علما اور حضور کے سب نام لیوؤں پر ہمیشگی

دائماً ابداً الا بدين وسرمداً دهر الدهرين
والوں کی ہمیشگی تک اور بے نہایت جاودانیوں کی جاودانی تک

آمين والحمد لله رب العلمين
الٰہی ایسا ہی کر اور سب خوبیاں اللہ کو جو مالک ہے سارے جہان کا

☆☆☆

جامعۃ الرضا کا تعلیمی افتتاح
وہ شرعی کونسل کی میٹنگ

مرکز الدراساۃ الاسلامیہ جامعۃ الرضا متھرا پور (سی بی گنج) بریلی کا تعلیمی افتتاح دس شوال کو صبح نو بجے سے دو بجے تک منایا جائے گا۔ اور اسی دن جامعۃ الرضا کے ہال میں شرعی کونسل آف انڈیا کی میٹنگ بھی ہوگی۔ جملہ عقیدتمندوں سے گذارش ہے کہ اس تقریب میں شرکت کریں۔

عسجد رضا خاں
سکریٹری امام احمد رضا ٹرسٹ، سوداگران، بریلی شریف

منقبت درشان سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ

از: مفتی مظفر احمد داتا گنجوی ناظم جامعہ مظفریہ برکات العلوم
محلہ غوث نگر داتا گنج ضلع بدایوں شریف

کتنا ہے اوج پہ واللہ نصیبا میرا
کردیا غوث معظم کو جو آقا میرا

کیجئے مجھ کو وہ جو ہے حصہ میرا
آپ کا نام مبارک ہے وسیلہ میرا

نام کا تیرے ہے ہر آن وظیفہ میرا
یہ عبادت ہے میری اور یہ تقوی میرا

پار ہوجاتے کرم سے تیرے بیڑا میرا
تیرے ہی کوچہ میں لگ جائے ٹھکانہ میرا

آپ جو چاہیں تو ہر کام ہو پورا میرا
نور ایماں سے بھر دیجئے سینہ میرا

کاش بغداد میں ہوجائے جو پھیرا میرا
لطف سے ان کے ہر کام ہو پورا میرا

قبر میں آئیں نکیرین تو اللہ وہاں
اتنا فرمادیں کہ یہ بندہ ہے میرا میرا

عشق میں اپنا بنا لیجئے مستانہ مجھے
ورنہ چھوڑے گا نہ پیچھا غم دنیا میرا

نار دوزخ کے بجھانے کو یہی کافی ہے
یاد میں تیری جو آنسو کبھی نکلا میرا

شربت دید پلا دیجئے مجھکو یا غوث
رات دن ہے یہی رٹ اور وظیفہ میرا

تو شقاوت کو سعادت سے بدل دیتا ہے
بہر حسنین جگا دو یہ نصیبہ میرا

آپ مردوں کو جلا دیتے باذن اللہ
زندہ فرمائیے آقا دل مردہ میرا

آپ کی مدحت وتعریف ہے مقصد اپنا
ماسوا اس کے غرض اور نہ صرفہ میرا

خوف دشمن کا نہیں جب کہ حمایت پہ میری
جو میرا غوث ہے اور شافع عقبیٰ میرا

لاتخف سے ہوا ظاہر کہ ہے فرماں تیرا
نام لیوؤں کے سر پر ہے یہ پنجہ میرا

میں گنہگار سیاکار ہوں لیکن آقا
تیرے الطاف وکرم پر ہے بھروسہ میرا

قادری ہوں میرا آقا بڑی قدرت والے
پل سے جب ہوئے گذر ہاتھ پکڑنا میرا

تجھ میں ہر فضل ہے یا غوث نبوت کے سوا
اہل عرفاں کا کہنا ہے عقیدہ میرا

شاہ برکات کے صدقہ میں عطا ہو برکت
اپنے برکات سے بھر دیجئے کاسہ میرا

حضرت آل محمد کے توسل سے شہا
اب تو کھل جائے دل خفتہ کا غنچہ میرا

سرورپاک کے صدقہ میں میرے غوث پاک
چہرہ پر نور کریں حضرت حمزہ میرا

حضرت نوری میاں شاہ محمد کے طفیل
تیرے دربار میں ہوجائے بسیرا میرا

میرے بگڑے ہوئے سب کام بنادو یا غوث
کون ہے دنیا میں سرکار سہارا میرا

میرے احباب ومریدین کا اولاد کا بھی
دور کردیجئے دارین کا خطرہ میرا

حضرت شاہ رضا حضرت آل رحمٰن
ان کے صدقے میں عمل اچھا ہو میرا میرا

حامی اہل سنن حضرت تاج العلماء
ان کے فیضان سے پرنور ہو سینہ میرا

حضرت شاہ منور جو ہیں میرے آقا
فیض سے ان کے ہر کام ہو پورا میرا

حضرت سید میاں، احسن العلماء کے طفیل
بھر دو برکات کے برکات سے کاسہ میرا

بلبل گلشن بغداد سبھی کہتے ہیں
نام ہے کس کا مظفر میرا میرا

☆☆☆

تضمین بر کلام اعلیٰ حضرت

مولانا کلام احمد ازہر القادری، جامعہ الدار العلوم، ایس نگر (یوپی)

بے خود و بے زور ہیں لاچار ہم
دیکھیں اب کس شاہ کا دربار ہم
المدد اب رکھ دیئے پتوار ہم
پاٹ وہ کچھ دھار یہ کچھ زار ہم
یا الٰہی کیسے اتریں پار ہم

تیغ عشق ہاتھوں میں لے کے یار ہم
کر لئے اس پار سے اس پار ہم
کر نہیں سکتے کبھی اظہار ہم
کس بلا کی مہ سے ہیں سرشار ہم
دن ڈھلا ہوئے نہیں ہشیار ہم

تم ہو زائل کرنے والے ریب کے
فضل رب سے تم ہو عالم غیب کے
تم ہو حامل گلشن لاریب کے
تم کرم سے مشتری ہر عیب کے
جنسِ نامقبول ہر بازار ہم

بارگاہ احمد میں مقبول تم
ہم ہیں سائل اور ہو مسئول تم
گلشن عشاق میں معقول تم
دشمنوں کی آنکھ میں بھی پھول تم
دوستوں کی بھی نظر میں خار ہم

کون کیا رب کا نظارہ ایک تم
رحمت و بخشش کا دھارا ایک تم
کون ہے جگ میں ہمارا ایک تم
لغزش پا کا سہارا ایک تم
گرنے والے لاکھوں نا ہنجار ہم

ساقی کوثر خدارا ایک بوند
ایک بوند اے شاہ بطحا ایک بوند
اے مرے ماویٰ و ملجا ایک بوند
اپنے مہمانوں کا صدقہ ایک بوند
مر مٹے پیاسے ادھر سرکا رہم

مہرباں تم حامی تم غمخوار تم
نگہباں تم والی حاتم سردار تم
حق رساں تم کافی تم سرکار تم
باعطا تم شاہ تم مختار تم
بے نوا ہم زار ہم ناچار ہم

اک نگہ اے شاہ ذیشاں کیجئے
عاشقوں کو شادو فرحاں کیجئے
یا شہ دیں کامل ایماں کیجئے
میں نثار ایسا مسلماں کیجئے
توڑ ڈالیں نفس کا زنار ہم

ان پہ ہونے کو فدا تن من گئے
سوئے طیبہ ہو کے سب یہ دھن گئے
ہو مبارک ویل میں دشمن گئے
ناتوانی کا بھلا ہو بن گئے
نقش پائے طالبان پار ہم

آپ کے دربار میں ہے یہ گلا
ہوش نہ آئے کبھی وہ مے پلا
دل کو جو دے ہر گھڑی ہر دم جلا
میکدہ چھٹتا ہے للہ ساقیا
اب کے ساغر سے نہ ہوں ہشیار ہم

یوں ہی دل ویراں رہے گا کب تلک
چاہتے ہیں سب تمہاری اک جھلک
چاہے وہ ہوں عرش و کرسی یا فلک
نازشیں کرتے ہیں آپس میں ملک
ہیں غلامان شہ ابرار ہم

باعث تخلیق عالم مصطفیٰ
وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا عالم نہ تھا
ازہر وہ ہو جائیں وہ ہو یوں فدا
ان کے آگے دعویٰ ہستی رضا
کیا بکے جاتا ہے یہ ہر بار ہم

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی عصری درسگاہ کا عظیم منصوبہ

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا

دار الحفظ | دار القرات | درس نظامی

کی دو منزلہ عالیشان عمارت مکمل ہو چکی ہے۔

ریسرچ سینٹر | دار الاقامہ | مسجد | لائبریری | اسکول

اور دیگر شعبہ جات کی تعمیر ابھی باقی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد تعلیم کا آغاز کیا جائے گا۔

جملہ احباب اہلسنت سے گزارش ہے کہ مرکز کی شاندار اور مستحکم عمارت کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور اپنے والدین، عزیز و اقارب کے ایصال ثواب کے لئے لیکر ثواب جاریہ کے مستحق ہوں۔

باہتمام۔ امام احمد رضا ٹرسٹ، ۸۲ سوداگران بریلی شریف (یوپی)